

# قوتُ الاخيار

اردو شرح

نُورُ الْاَنْفَاقِ

سُنَّتِ اِجْمَاعِ قِيَّاسِ

جلد پندرہ

تاليف

حضرت مولانا اسلام الحق اسعدی مظاہری

حصہ سوم و حصہ چہارم

مَدِیْنَةُ کُتُبِ خَانَه

مقابل آڈام باغ کراچی

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
205	﴿تلاسم الاست﴾	5	﴿باب الايمان﴾	94	ملت کی اقسام
214	بہی کی تہذیب و تمدن کے اعتبار سے	8	انسان و جماعت کی فرقہ	95	شرع کا بیان
214	رہنما کی اقسام	12	مراستہ نظام	100	اقسام شرع
219	شرع کا روی	18	﴿باب القصاص﴾	103	خلافت کا بیان
222	ذبح کا بیان	19	شرع کا بیان	112	امین کی بحث
232	عمرات کا بیان	21	شرع کا بیان و فقہ کا بیان	119	سوانح اہل بیت کا بیان
232	اسلام کا بیان	22	رکعت کی قیاس	123	نوازش کی قیاس
232	اہل حق کی تہذیب و تمدن کا بیان	24	مذہب کی قیاس	124	عمر کی قیاس
233	انسان کا بیان	25	انسان کا بیان	132	انسان کا بیان
238	انسان کا بیان	26	انسان کا بیان	134	انسان کا بیان
239	تہذیب کی تہذیب و تمدن کا بیان	27	انسان کی حقیقت	143	انسان کا بیان
239	پہلی تہذیب و تمدن کا بیان	30	انسان کی تہذیب و تمدن کا بیان	143	انسان کا بیان
240	انسان کا بیان	38	انسان کی بحث	144	انسان کا بیان
241	انسان کا بیان	41	انسان کا بیان	152	انسان کا بیان
249	انسان کا بیان	57	انسان کا بیان	152	انسان کا بیان
250	انسان کا بیان	57	انسان کی بحث	154	انسان کا بیان
251	انسان کا بیان	66	انسان کا بیان	158	انسان کا بیان
258	انسان کا بیان	68	انسان کا بیان	159	انسان کا بیان
259	انسان کا بیان	70	انسان کا بیان	179	انسان کا بیان
263	انسان کا بیان	74	انسان کا بیان	181	انسان کا بیان
265	انسان کا بیان	78	انسان کا بیان	185	انسان کا بیان
276	انسان کا بیان	80	انسان کا بیان	190	انسان کا بیان
278	انسان کا بیان	82	انسان کا بیان	192	انسان کا بیان
280	انسان کا بیان	86	انسان کا بیان	197	انسان کا بیان
283	انسان کا بیان	88	انسان کا بیان	198	انسان کا بیان
290	انسان کا بیان	92	انسان کا بیان	204	انسان کا بیان



## تیسرا باب

### باب اقسام السنۃ

ولما فرغ من بيان اقسام الكتاب شرع في بيان اقسام السنۃ فقال: هي اقسام السنۃ السنۃ تطلق على قول الرسول ﷺ وطلعه وسكونه، وعلى اقوال الصحابة رضي الله عنهم، والاعمالهم، والخصب يطلق على قول الرسول خاصة، ولكن يعني أن يكون العمود ثلاثة مهادر هذا فقط لأن المصنف ذكر افعال النبي ﷺ، واقتل الصحابة رضي الله عنهم واقتل الهم بعد هذا الباب في فصل آخر.

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کتاب سے فرماتے ہیں کہ اقسام السنۃ کے بعد اقسام السنۃ لایں شروع فرمادے ہیں مگر یہ کہ کتاب السنۃ کے بعد سنت رسول اللہ ﷺ کا ہی قسم ہے قرآن و سنت سے ہی قریب کے ساتھ ثابت ہوئے ہیں مثلاً سنۃ خبر الکلام کلام اللہ ہے۔ برآمدی ص ۱۰۰ (اور کمال رشیدی مشکوٰۃ باب سیر (۶) اصنام پائے۔

السنۃ: لغوی معنی طریقت، عادت اور فقہاء کی اصطلاح میں وہ امت کاملہ (قرنی کے ماسواہ) و راہی اصول کے نزدیک (جو کہ اس تک مشہور ہیں) ہے۔ یہ ہے کہ نسل، علی غرض رسول ﷺ سے حدیث اور سنت میں یہ فرق ہوگا کہ حدیث و سنت کے قول پر حدیث کے معنی ہیں حدیث کا اطلاق آپ ﷺ کے اقوال و افعال اور آپ ﷺ کے تحریریں حضرت صحابہ کرام کے اقوال و افعال پر بھی آتا ہے۔

مفت محمد شفیع نے بھی فرمایا ہے کہ قرآن و سنت اور سنت صحابہ کے تقسیم سے تو سنت رسول اللہ ﷺ کو ہی لیا گیا ہے۔ چنانچہ صواب مساوی اور اصول و طاعت و عبادت لایں لائے ہیں طریقت عبادت میں لایں لائے ہیں البتہ ساتھ ساتھ حضرت صحابہ کے اقوال و افعال عام کے بعد جو وہ شروع فرمادے وہ حدیث کہتا ہے مگر میں پر ہی کہتے ہیں کہ حضرت صحابہ پر جو حدیث آئی ہے اس کے اقوال و افعال پر جو حدیث لایں لائی ہے وہ قریش ایک سنتی فعل کے تحت بیان فرمایا ہے۔

والفائدہ: ایسا معلوم ہے کہ اصولی امور پر تو علی لا طاعی ہے لہذا جیسے کہ صواب مساوی و طاعت لایں لائی گیا کہ کوئی حدیث میں جس میں ہے حدیث میں لائی اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ حضرت صواب و طاعت میں سے قول و فعل بھی جیت ہیں (جیسا کہ مفسر کا کہ ہے مقام پر آدم ہے افتاء اللہ تعالیٰ)۔ اس صواب و طاعت سے یہ راہ لائی جاتی ہے۔

(الفائدہ) حضرت محمد بن محمد شفیع کے نزدیک سنت فرمودہ حدیث ہر سہ ایک حدیث یعنی جس حدیث آپ کے اقوال و افعال اور سنت پر ہے جس سے نزدیک کا اطلاق ہوتا ہے یعنی حدیث سنت فرمودہ حدیث سے تعبیر کرتے ہیں حضرت محمد بن محمد شفیع۔

پھر حضرت فرماتے ہیں کہ حدیث کا اطلاق صرف حدیث میں فرمودہ حدیث پر ہی ہوتا ہے اور جبکہ فقہاء و محدثین نے اطلاق حدیث سے پھر حضرت فرماتے ہیں حدیث و حدیث کے درمیان بھی فرق ہے کہ حدیث و حدیث کا اطلاق حدیث پر ہی ہوتا ہے۔



فلنک الحصر انی احصر ما ملح الی هذا المثال، فالأول هو زمن ظهور العصر، والآخر هو  
 زمان کس نائل یصوره آخره، فلو لم یکن فی الأول كذلك کان آحاد الأصل فیسمى  
 مشهوراً إن اشتر فی الأوسط والآخر، ولو لم یکن فی الأوسط والآخر كذلك کان  
 مطلقاً کفیل لفرق ان والصورات الخمس، مثال لم یقل المصور دون مواته انما لأن  
 فی وجود النسبة المتواترة اختلافاً، فلو لم یوجد معها شیء، وقیل: بسا الأعمال بقیات  
 وقیل: البقیة علی المدعى واتبعی علی من لم یوجد، وأنه یوجب علم البقیة کالبقیة عنفا  
 ضرورتاً، لا کما یقول المعتمد، لانه یوجب علم فانیة ینفع جانب الصدق ولا یفید  
 الشکین، ولا کما یقوله أقوام: ینه یوجب علماً حتمیاً لا ینشأ من ملاحظة المقدمات لا  
 ضرورتها، وذلك لأن وجود سکتة وبقیة ان اوضح وأجلی من أن ینشأ علیه دلیل یضوی  
 الشک فی إنباته، ویحتاج فی دفعه شیء مقدّمات عامه فانیة لو یکون اتصالاً فی شیهة  
 صورة أی من حیث عدم تواتره فی القرون الأولى وإن لم ینشأ ذلك معنی، کالمشهور،  
 وهو ما کان من الاتصاف فی الأصل، أی فی القرون الأولى، وهو قرون الصحابة، ثم یتنشر  
 حتى یفصله قوم لا یبوهم لوظفهم علی الکذب، وهو القرن الثانی وبعدهم، حتى قرون  
 التمامین ونوع المتابعین، ولا اعتبار للشهرة بعد ذلك فإن عامة العمل بالإمام قد یشتهر  
 فی هذا الزمان فلم ینشأ شیء منها، خلافاً.

**تقریبه وتشریح:** الاول ان کتب من صنف **تقریبه** من امری تفصیل بیان کری کے ہے آپ **تقریبه** سے  
 ہے کہ کتب کی کیفیت کے ساتھ یہ بعد (ارشاد یون ملل انما یصلح) لکھتے ہیں۔ تو قرآن کے ملل و بیان میں قرآن سے  
 وہ اتصال قائم ہے اس کی جتنی قسمیں ہیں (ان کا کئی) (۴) غیر (۳) غیر واحد، جن کی تفصیل یہ ہے قسم اول کہ اس میں اتصال  
 کاں وہی کا بظہر حواضر کمال شکل سے اشارہ ہے کہ اس کے کما لکھی دور کی شکل میں ہے۔ مثلاً آپ **تقریبه** کے زمان  
 سب کے سے بالذات میں یوز (ایک ذاتی تعداد کا) اس کی تقریب یہ ہے بعد العصر لحدی ۱۰ھ و غیرہ کے روایت کرنے  
 والے اس قدر جوں کہ ان کی تعداد شمار کرنا نہ ہو جو خارجی کہ ان کی بڑی تعداد کسی جوتے امر پر اتالی کہ لکھ کر قابل ہے کہ  
 ان کی تعداد نہ ہے اور ان جوں کے نام کی بھی مختلف ہیں یہ سب کی طرح کتب پر اتفاق کر سکتے ہیں اور ایک جماعت کے  
 نزدیک اس میں کوئی تفسیر حدیث نہیں ہے۔ ایسے بعض اعتراف کے نزدیک کہ روایت اور بعض کے نزدیک چاہے کسی حدیث کے  
 نزدیک حرحہ اس تعداد میں سے بالاتر ہو کہ اس تعداد کافی ہے کہ جس قدر روایات سے علم ضروری حاصل ہو سکتا ہے جس کی تواتر  
 کی طاقتوں میں سے ایک طاقت ہے۔

وعلوم مع۔ اور حواضرتی یہ تقریب واقعی ہے کہ ہر زمانہ میں تو اس طریقے میں دیار کا کہ سب پر غیر جاری ہوگی اور زمانہ  
 تک کسی ایک زمانہ میں اس کی روایت ہوئی ہوگی۔  
 مثالاً:۔ لکھنؤ کے زمانہ میں اس خبر کا غیر ہو تھا کہ قرآن زمانہ کا اس روایت کا نقل کرنے والا جس زمانہ









والسنة، رضى الله عنه قيل غير يوردة في الصلوة حتى لعل في جوابها لك صفة  
ولنا هدية، فخير سلمان في الهدية حتى أحسنها وأكلها، وأيقظت عينا ومعاذاً إلى الحق  
بالنقاء، ودحة النكلى إلى البصير يوم برمالة كتب يدعو إلى الإسلام، لولم يكن  
أخبار الأحاد مربية للعمل لما فعل ذلك، وهذه الأخبار وإن كانت آحاداً لكن لما سقته  
الأمة بقول صارت بمنزلة المشهور فلا يلزم إلتزام أخبار الأحاد، ووقع في بعض نسخ  
قوله: والإجماع والمعتقون عطفًا على الكتاب والسنة، للإجماع: هو أن الصحابة  
أصحبوا ما أخبار الأحاد جميعاً بينهم، واحتج أم بكر على الأئصار بقوله: الأئمة من قرش  
فقبلوه من غير فكير، وهكذا أجمعوا على قبول خبر الأحاد في طهارة الماء ونجاسة  
المسحوق: هو أن المواتر والمشهور لا يجدان في كل حادثة، فلو ردة خبر الواحد فيها  
لعمركم الأحكام. وقيل: لا عمل إلا عن علم بالنص، وهو قوله تعالى: **وَلَا تَقْفُ مَا نُسَخَ**  
**لَكَ بِهِ عِلْمُكَ** أى لا تتبع ما لا علم لك، فالتعلم لازم للعمل، والعمل ملزم للعلم، وإذا  
كان كذلك فلا يوجب العلم، لأنه لا يوجب العلم، أو يوجب العلم، لأنه يوجب العمل  
لا نقاد الكلام أو لقوت الملزوم، نشر على ترتيب النص، أى لا يوجب العمل لا نقاد لأنه وهو  
العلم، أو يوجب العلم لقوت الملزوم، وهو العمل، والجواب أن النص محمول على شهادة  
الزور، أو المعنى لا تتبع ما ليس لك به علم بوجه ما يبدل ولو ع المنكرة في سياق النفي.

(فردیہ و تشریح) : اس مسئلہ میں کہ اگر عدل و سبب کے ساتھ ہو تو

[illegible]

وہاں اجتماع ہوا۔ اس کا مقصد ان کتابوں کے بارے میں گفت و گو کرنا تھا جو کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمائی تھیں۔ یہ ایک نیا موضوع تھا جس پر علماء کرام نے غور کیا اور اس کی اہمیت کو سمجھا۔













































مقام پر اس ذریعہ کی کوہ پنا کرنا جنھوں نے اور ان ذرائع کی تیز جہانگیروں کی (۱) اطراف فصاح - کھدات کے جھڑے  
کو دان سماعت کرے (۲) بحرف السعد - سماعت کے بعد اس حد پت کو کھولے سے فریک و کرے (۳) اطراف لاداء -  
اس سماعت کی ہوئی اور ٹھنڈی کی ہوئی حد پت کو ہر سونے کو پیچھا رہے تاکہ دانی (۴) دھری سے سکھڑے ہو جائے اور ان میں  
مزید پت اور دھشت دہلیز اس پر ہے

اولاً: یعنی صورت اول بعد از اصلاح فی ہدای کی کتابیں خریدتے (یعنی دراصل) انہوں نے جس مباح میں سے کھانا کھا رہے تھے (مکھڑے) کو سن حدیث سے کتاب میں لکھے کی راستہ سے اور یہ مباح بالمشابہہ کھانا کھاتے ہوئے تھے۔  
 گونا گونا گوار ذرا فتنے کے گناہی طرح ہے کہ جس طرح میں نے قرآن کی ہے؟ اس کے بعد چنانچہ منہ ہی کرے یہ صورت بہت ہی بدلتا لاکھ لے رہے ہیں جو ہے کہ کھانا کو وہ پختہ فرماتے کرے کہ وہ اس کو کھانے میں آیا، اور وہ بھی اس وجہ سے کہ کسی کھانا کو اور اپنے لئے عمل کرنا ہے اور مکھڑے اور کھینکے کے کھانا اور ہر ہے کہ جو چاہے نہ کام کرے جس کی طرف اس طرف غناہ ہوتی ہے۔









گرمیوں سے تشنگی نہ ہو۔ اور طشقیہ سے اس سے نہ لگے۔ یہ ہے انتہائی پیادہ ہر قسم کی دواؤں سے اس کو

(۱) مذہب : مذہب سے کہا کرتے ہیں کہ وہ عقائد اور اصول ہیں جن پر انسان کی زندگی قائم ہے۔  
 (۲) مذہب : مذہب سے کہا کرتے ہیں کہ وہ عقائد اور اصول ہیں جن پر انسان کی زندگی قائم ہے۔  
 (۳) مذہب : مذہب سے کہا کرتے ہیں کہ وہ عقائد اور اصول ہیں جن پر انسان کی زندگی قائم ہے۔







یہ نیا پل ۱۹۶۵ء میں بنایا گیا تھا۔ یہ ایک کھنڈی (حاصل) کا تھانہ ہے جس پر ایک کھنڈی میں سے اسی طرح ہے  
یہ ایک کھنڈی میں سے اسی طرح ہے۔

[illegible]

حیرت - آمدن - تلامذہ - اسے علیہ - کہ پورا رگے ٹھوکر کی گلیں غلغلہ اور ہنسناں (زوردار ہنسی) سے بھر جاتی ہیں، وطن کہا جائے گا؟ ناغہ نہ ہوئی۔

۱۔ چشم کی سبب کوئی تکلیف نہ چھو، یا اگر کوئی چیز واسطہ میں نہ ہو تو تفصیل کو پختہ نہ رکھنا چاہیے کہ  
سیدنا حضرت ابو بکرؓ سے اتفاق نہ کرنا، حضرت غلامیؓ سے ہمدردی نہ کرنا کی وجہ سے کہ سیدنا حضرت ابو بکرؓ سے ہمدردی نہ کرنا  
نہ ہو گا بلکہ ہم یہ کہنے سے کہہ رہے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو اس میں کوئی شک نہیں۔

[illegible][illegible]

۱۔ حد لانا۔ ۲۔ حد کم کرنی یا کسی سبب سے حد میں کمی لانی جائے گا کہ رسالہ میں ہے جتنا ہے کہ کم ہو چکے ہو حد کا بھی  
مکتبہ ہے اور اس میں حد تک بھی پہنچا ہے۔ جتنا کہ رسالہ میں ہے اور اس میں حد تک بھی پہنچا ہے۔ جتنا کہ رسالہ میں ہے اور اس میں حد تک بھی پہنچا ہے۔  
۳۔ حد کم کرنی یا کسی سبب سے حد میں کمی لانی جائے گا کہ رسالہ میں ہے جتنا ہے کہ کم ہو چکے ہو حد کا بھی  
مکتبہ ہے اور اس میں حد تک بھی پہنچا ہے۔ جتنا کہ رسالہ میں ہے اور اس میں حد تک بھی پہنچا ہے۔ جتنا کہ رسالہ میں ہے اور اس میں حد تک بھی پہنچا ہے۔

وعدہ : خود ادا کرنا نہ کیا۔ جو اس وجہ سے طعن میں داخل ہوا ہے نہ حضرت ابوہریرہؓ میں اور نہ میں نے اس سے کچھ نہ سنا۔  
 کہ خود ادا کرنا نہیں حالہ گناہ ہے جسے نہ اعلیٰ انکشاف اور نہ خلیفہ میں کہیں اچھٹا نہیں ہوا۔



























فمنهم من يوجب جسدًا إلى ثلاثة أمثله: مطلق فكون المهر مخرجًا للإحصاء. ومحال  
 لكون الإثبات أولى منه على ما بينها المصنف سماها لكن أوردنا على غير ترتيب اللغة،  
 فجعله أولًا بسبب قوله والأفلا فقال: فالنهي في حديث بريرة وهي التي كانت مكانة  
 نعامشة رضي الله عنها، وكانت في نكاح عبد، فلما أدت بهذا الكتاب قال لها رسول  
 الله ﷺ مكيت بحدك لاستارى ولكن عتقت في أنه حين عتقها من أبي زوجها  
 عبدًا أم صار حرًا فقيل إنه كان عبدًا على حاله وهو مختار الشافعي حيث لا يفتى  
 الحنابلة لمعتة إلا إذا كان زوجها عبدًا، وقيل قد صار حرًا وهو مختار أبي حنيفة حيث  
 يشمت النكاح للمعتة سواء كان زوجها عبدًا أو حرًا فالحرية وإن كانت أصلية في دار  
 الإسلام والمدينة هروضة، ولكن لما انتفعت الروفة على أن زوجها كان عبدًا في الحقيقة،  
 وإنما وقع الاختلاف في الحرية العارضة كان غير طيبوبة نافية للحرية العارضة ومقتضى له  
 على الأصل، وغير الحرية مقتضى للأمر العارض، فقصر النبي وهو ما روى أنها اعتقت  
 وزوجها عبدًا لا يعرف إلا بشهر الحال، وهو أنه كان عبدًا في الأصل فالظاهر أنه ينسب  
 كذلك وليس للبعد علامة ودليل يعرف بها ويمتد عن الحر، فلم يمارس الإثبات وهو  
 ما روى أنها عتقت وزوجها حرًا لأن من أخبر بالحرية لا شك أنه وقف عليها بالإخبار  
 والمسمع، فمكنا عليه مسندًا إلى دليل، فاصححتا جهاتهما بالاعتقاد، ونحو الخبر  
 أنها حين تكون زوجها حرًا والنهي في حديث ميمونة رضي الله عنها، مثال فكون النهي من  
 جنس ما يعرف بدليله، وذلك أن النبي ﷺ كان مخبرًا فترجح ميمونة به، ولكنهم  
 انقضوا إلى أنه على نهي على الإحرام حين النكاح لم ينقضه، بل إنه قد تزوج به، وبه  
 أخذ الشافعي حيث لا يحل النكاح في الإحرام كما لا يحل الوطئ بالاتفاق، وقيل كان  
 بالثبوت على الإحرام حين النكاح، وبه أحد أبو حنيفة حيث يحل النكاح للمحرم وإن حرم  
 الوطئ، فالإحرام وإن كان عارضًا في بني آدم والحل أصلاً، لكنه انقضت الروايات كان  
 المحرم كغيره، وإنما الاختلاف في إيقاعه ونقضه كل غير الإحرام مطلقاً فالحل الطولي عليه،  
 وغير الحل مطلقاً للأمر العارض، فقصر النبي في باب حديث ميمونة وصلى الله عليها وهو  
 ما روى أنه تزوجها وهو محرم مما يعرف بدليله، وهو حياة المحرم من لم يغير شخصه  
 وعدم نكاحه الأظهير وعدم حق الشعر، فهذا علم مستند في دليل، فمعرض الإثبات وهو  
 ما روى أنه تزوجها وهو حلال لأن من أخبر بهذا لا شك أنه قد رأى عليه لباس  
 التحليل وربما يزوج، فلما تعارض الخبر من أنهما أحرم، أخرج إلي توحيح أحدهما بحال  
 الظهور، وحمل رواية أبي حنيس رضي الله عنه وهو أنه تزوجها وهو محرم أولى من رواية









کے گناہ کی وجہ سے اس کا حصہ نہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً: ایک دھرم سے  
 اہل سنت میں سے جو کہ اس کے خلاف ہو، مثلاً: ایک دھرم سے  
 اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کے خلاف ہو، مثلاً: ایک دھرم سے  
 جو کہ اس کے خلاف ہو، مثلاً: ایک دھرم سے

## ﴿اتسام بیان﴾

وَلَمَّا لَرَعَ الْمُصَنِّفُ فِي بَيَانِ الْمَعْرُوفَةِ الْمُشْتَرَكَةِ بَيْنِ الْمَكْتَابِ وَالسَّيِّئَةِ  
 تَحْقِيقَ اتِّسَامِ الْبَيَانِ الْمَعْلُومَةِ كَيْفَهُمَا، لَعَالِ وَحَدِّدَ الْحُجُجَ، وَبَيَّنَّ الْكُتُبَ وَالسَّيِّئَةَ  
 بِالْأَقْسَامِ تَحْتُمِلُ الْبَيَانَ، أَيْ تَحْتُمِلُ أَنْ يَكُونَ الْحُكْمُ بِمَعْنَى مِنْ الْأَقْسَامِ الْخَمْسَةِ  
 الْمَعْلُومَةِ بِالْإِسْتِثْنَاءِ، وَهِيَ خَمْسَةٌ إِنَّمَا أَنْ يَكُونَ بَيَانٌ مُشْتَرِكٌ، وَهُوَ الْوَكِيدُ الْكَلَامُ بِهِ، يَقْطَعُ  
 احْتِمَالَ الْعِجَازِ أَوْ الْخُصُوصِ، لِأَوَّلِ حَلِيلِ أَوَّلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَا يَنْفِرُ بَيْنَهُمَا سَبِيلٌ﴾، فَإِنْ  
 قَوْلُهُ طَائِرٌ يَحْتُمِلُ الْعِجَازَ بِالسَّرْعَةِ فِي السَّيْرِ كَمَا هُنَا سَبِيلٌ طَائِرٌ، قَوْلُهُ ﴿يَنْفِرُ  
 بَيْنَهُمَا﴾ يَقْطَعُ هَذَا الْإِحْتِمَالَ، وَبِوَكِيدِ الْحَقِيقَةِ وَاللَّحْظِ مِثْلُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَسَجَدَ  
 الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَتْمَعُونَ﴾، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ جَمْعُ شَيْءٍ بِجَمِيعِ الْمَلَائِكَةِ، وَلَكِنْ يَحْتُمِلُ  
 الْخُصُوصَ لِأَوَّلِ حَرْفِهِ ﴿كُلُّهُمْ أَتْمَعُونَ﴾ هَذَا الْإِحْتِمَالَ وَكَيْدِ الْعَرَبِ، أَوْ بَيَانِ نَصْرِ  
 كَيْفَانِ الْمُجْمَلِ وَالْمُشْتَرَكِ، فَإِنَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾  
 فَلَقَدْ بَيَّنَّ بِالْأَقْسَامِ قَوْلَهُ وَتَعَالَى وَالْمُشْتَرَكِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ فَإِنْ قُرُوءُ  
 لِمَعْنَى مُشْتَرَكٍ بَيْنِ الطَّاهِرِ وَالْحَيِصِ، بَيْنَ النَّبِيِّ وَالْحَيِصِ، فَهَلَاكَ الْأَمَةُ الْبَيَانُ وَعَيْنُهُ  
 حَيْضَتَانِ، فَإِنَّهُ بَيَّنَّ عَلَى أَنَّ مَعْنَى ثَلَاثَ سَجَدَاتٍ لَا لِمَعْنَى ثَلَاثَ أَطْفَالٍ وَأَهْمَهُ يَصْحَابُ  
 مَوْحُولًا وَمَوْحُولًا، وَعِنْدَ بَعْضِ الْحَنَكِيسِ لَا يَصْحَبُ بَيَانِ الْمُجْمَلِ وَالْمُشْتَرَكِ إِلَّا  
 مَوْحُولًا، لِأَنَّ الْمُقْصِدَ مِنَ الْخُطَابِ إِسْحَابُ الْعَمَلِ، وَهَذَا مَوْحُولٌ عَلَى هَذِهِ الْعَمَلِ  
 الْمَوْحُولِ عَلَى الْبَيَانِ، لِأَنَّ جَارَ تَأْخِيرِ الْبَيَانِ لَأَدَى إِلَى تَكْلِيفِ الْمَحَالِّ، وَمِنْ قَوْلِهِ بَيَّنَّ  
 الْإِهْلَاءَ بِإِعْدَادِ الْحَقِيقَةِ فِي الْحَالِ مَعَ انْظَارِ الْبَيَانِ لِلْعَمَلِ، وَلَا يَأْسُ بِهِ، لِأَنَّ بَعِيرَ الْبَيَانِ  
 عَنْ رَأْيِ الْحَدِّ لَا يَصْحَبُ، وَمِنْ عَنِ الْخُطَابِ قَبِيضٌ، وَبِهِ يَقْطَعُ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَقَدْ  
 قَرَأْتَهُ لَفْظًا قَرَأَهُ ثُمَّ لَيْسَ مِنْهُ﴾، فَإِنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى وَهُوَ بَيَّنَّ عَلَى أَنَّ مَطْلُقَ الْبَيَانِ يَصُورُ  
 أَنْ يَكُونَ مَوْحُولًا، لَكِنْ حَقِيقَتُهُ بَيَانُ الْعَمَلِ لِمَا سَبَقَ، فَهِيَ بَيَانُ الْقُرْآنِ وَالْعَمَلِ  
 عَلَى حَالِهِ يَصْحَبُ مَوْحُولًا وَمَوْحُولًا

﴿اترجمہ وانشراح﴾۔ کتابہ کی مشرکیت کا حوالہ سے فرشتہ کے بعد (اس طرح) مشترک ہے





لو بہ غیر کمالیہ و لا سبط و لا سبطہ، فإن السبط الذی یقول فی نہ کم عقل لہ  
 احد صاحبہ دخلت نہ رہاں غیر معاہدہ من السبط، ہی الصلیق، لہ نہ یکن قولہ  
 فی وحدہ نہ یخرج التلاقی فی الحدول رہاں بشرط ہندہ صار مطلق، بخلاف التشریح  
 المقصدہ ہندہ یس کمالیہ ہی لہا، وکذا الامتداد ہی مثل قولہ نہ ہی انتہی إلا ہندہ  
 غیر وجوب التحدید من دہن، ولو بہ نکر قولہ إلا مانہ نکر الی وجب عندہ لہا ہندہ  
 واما یصح، بلکہ موصولا لہندہ، فإن السبط والامتداد کا جو غیر مستقل لا ہندہ ہی  
 ہلوان بہ لہندہ لہندہ نہ یکن موصولا نہ، ولہندہ ہی لہندہ من حدیث ہی ہندہ ہی  
 غرضہا غیر ہندہ قلبہندہ ہی ہندہ نہ لہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی  
 الکفر، واما صیح الامتداد، مراحہ لہندہ ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی  
 ویستطیع السبط، وروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ نہ یصح مقصودا لہندہ ہی ہندہ ہی  
 قال لا یشرک فی غیرہ نہ قال ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی  
 وروی لہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی  
 خالصہ ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی  
 ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

**فہم الفہم** و فی قولہ لہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی

نہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی ہندہ ہی







لین ان ائمری کا سہل کرنا مستلزم اس کی وجہ سے تو ایک چیز ہے کہ یہ دلیلیں ان کے لئے نہیں ہوں اور اس  
 کے ساتھ یہاں میں اس لئے کہ اس نے جو بھی قرآن میں کہا کہ میرے عقائد کیلئے اس میں عقائد کیلئے ہے۔

فہم لہما کما بیان فیہم منہما علی الشرط والامتناع، وقد مضی بیان الشرط فی  
 بحث الوجوہ المصلیۃ توک ذکرہ، والاعمال بحث الاستثناء، فقال: ولا یستلزم یصح  
 فیکم بحدیکہ بقدر المستطاع، معصوق بانکم کما قال، والاستثناء یصح بانکم بقدر  
 المستطاع مع حکمہ، یعنی کما لم یکنم بل من المستطاع أصلاً، فجعل تکلیفاً دلیلی  
 بعدہ، ہی بعد الامتناع، ولذا لیل، لہ علی ألف درہم إلا ما عدا فکما قال، لہ علی سبع مائۃ  
 لعمرو المائۃ کما لم یکنم بہ ولم یحکم علیہ کما کان فی الصلیق بالشرط لم یحکم  
 بالجزء حصی، وجہ الشرط، وعند المتأخرین یصح بالحکم بطریق المعارضۃ، یعنی أن  
 المستثنی لہ حکم علیہ لولا فی الکلام السابق، ثم أخرج بعد ذلك بطریق المعارضۃ  
 لیکون تقدیر قولہ، لفلان علی ألف درہم إلا ما عدا فکما لیس علی، لأن صدر الکلام  
 یوجبہ والاستثناء یضیہ، فعرضنا لتناقضنا، وقیل: لاندہ بظہر جیسا إذا، اسعی خلاف  
 جسے کہو، لفلان علی ألف درہم إلا ثوباً بعدہ لا یصح الاستثناء، لأنه لا یصح جیسا،  
 وعندہ یصح، فیہم من الألف قدر فیما العرب، لأن عمل الاستثناء کالدلیل المعارض  
 وهو بحسب الإمكان، والإمكان هنا فی نفی مقدار فیہم، ولا یخلو هذا عن عداۃ  
 لإجماع أهل اللغة علی أن الاستثناء من النفی ایجاب، ومن الإیجاب نفی، هذا دلیل  
 لمتأخری، علی أن عمل الاستثناء بطریق المعارضۃ، لأن اسعی والإیجاب یعارضان مثلاً  
 لأن قولہ، لا إله إلا الله لقر حید، ومعنا النفی والإیجاب، فلو کان تکلیفاً مبالغی لکان نفیاً  
 لغیرہ لا إیجاباً، لأن الحق حید، لا غیر الله، فیکون نفیاً لغیر الله لا إیجاباً لہ لہی ہو  
 المقصود، وبخلاف ما لو حمل علی سبیل المعارضۃ، إذ یكون المعنی حید لا إله إلا  
 الله لہ موجود، ولذا قولہ تعالیٰ: ﴿قُلْتُ لَهُمْ أَلَمْ یَسْئَلْهُمْ عَذَابُکَ أَمْ لَیْسَ بِتُوح  
 علیہ السلام فی تقوم ألب سے الا خمسین علماً الی کل قبل الدعوة لو خمسین علماً  
 الی عاشر فیہ بعد غرضہم، فلو حملنا هذا الکلام علی المعارضۃ لکان کتباً فی التبر  
 واللغة، ومسلوط بالحکم بطریق المعارضۃ فی الإیجاب یكون لا فی الإیجاب، فعملاً أن  
 لیس عمل الاستثناء علی المعارضۃ کما زعم المتأخری، وأن أهل اللغة قالوا الاستثناء  
 استعراج وتکلیف مبالغی بعد الاستثناء کما قالوا، انه من النفی ایجاب ومن الإیجاب نفی

تسویحہ وفتوح... بیان لغوی (۱) حشر (۲) اشتداد حشر حق تعالیٰ حق تعالیٰ حشر (۳) حشر  
 بیان "تسویحہ" کی بحث کے تحت گذر چکا ہے اس مقام پر حشر ذکر نہیں کیا گیا اور اس متنازعہ بحث شرعاً کرے













































حکم ثالث اور کلام چہرہ کی، اپنے کلام میں بیان کرے کہ جب پر ظاہر ہو جائے یا پھر کہہ کہ تقدیر کی کیا جانب سے الہام ہے۔ (نور ال) میں کوئی شے نہ ہو) یاں طور کہ تقدیر کی ایک خاص ذرہ کے درجہ آپ علیہ السلام کو دیکھ لے اسی کو الہام سے موسوم کیا گیا ہے اور ایسا وہی صورت میں اولیاء کرام کی شریک ہیں۔ جہت قرآن یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے الہام میں خطا کا احتمال نہیں اور ادیانہ کے الہام میں خطا اور محنت و غور کا احتمال ہے اور خاص سے اسکا منشاء شریعت سے ہے اور الہام کی طرف سے بھی اسکا منشاء نہ ہو گے جو کہ جہاد نہت میں، حال تو آپ علیہ السلام کو کہنا ہے گئے۔

والباطن ما یستل بالاجتہاد بالناہل فی الاحکام المنصوصہ بان یسبغ علی فی المحکم المنصوص۔ ویفس علیہ ما لم یعلم حالہ بالحق کما کان حال سائر المجتہدین۔ لیسیم بمصمم ان یکون هذا من صفہ، لان اللہ تعالیٰ قال: ﴿وَمَا یُطْلَقُ غَیْرِ النَّبِیِّ بْنِ خُوٍّ اِلَّا وَخِیْثُوْنِیْ﴾، فکل ما مکلفہ لا یدل بکون فاعلاً یفوضی، والاجتہاد یس کذلک فلا یكون هذا منه، والجواب ان المراد بهذا الوحی هو القرآن دون کل ما تکلف بہ، وفن مسلم فیه عام فلا یستل ان اجتہادہ لیس یوحی، بل هو وحی یفوض بہ عن العال، ولقرار علیہ، وعنده هو مأمور بانظار الوحی فیما لم یوح الیہ، اوی اذ اقرت الحادثة فیما یدبہ بحسب علیہ ان یقرر الوحی اولا لاجوابها الی ثلاثة اقسام او الی ان یختلف ثلث الفروض، ثم العمل بالرائی بعد انقضاء مدة الاظہار، لہذا کان اصحاب فی الرئی لم یسزل روحی علیہ فی ملک الحیادہ، وان کان اعطی فی الرئی یسزل الوحی لانیہ علی الطعطاء، وما یقرر علی التمسک فہ، بخلاف سائر المجتہدین، فانہم ان اعطوا یفوض علیہم الی يوم الفیضۃ.

(تقریر جمعہ و تفصیل)۔ ملاحظہ ہو کہ جسہرہ کی گئی ہے اور وہ ہے کہ کسی کو ذریعہ اجتہاد کا مخصوص نہیں اور دال کے ہر تناد کے یہ قرار دی گئی ہیں اور اسکا بیان صورت یہ ہو کہ کہ حکم مخصوص میں طے کا (اور) استنباد ہوا اس کے بعد اس کی تفسیر کرتے ہوئے اس مسئلہ کا حکم معلوم کر لیا جائے جس کا اس میں بیان نہ ہو۔ یہی طریقہ تمام حضرات الہامیہ کا ہے۔

یعنی حضرت (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) اشعری فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیجئے احیاء انہیں ہے چنانچہ حضرت عثمان اور اہل کربلا نے جو وہاں تھے غی فہو بن خوذہ اور حنی ثورسہ، تو وہی سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کام سے تفکر نہ تھا پھر ہے کہ وہاں سے باہر نکلے گا اور وہاں کوئی ایسی بات نہ ہوگی کہ اسکا اجتہاد میں کی گئی ہوگی۔

فجوابہ۔ اے قرآن کریم کی اس آیت سے مراد ان ہے کہ کلام اللہ کی تفسیر کی جیسے کہ اس کے بعد ہے اور نہ ہے تو ان کو کہ جس میں کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد کی نہیں بلکہ وہی تفسیر ہے تو انہیں اس کا اجتہاد ہے اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کی راجح کرتی ہے۔

وعلمنا انہ۔ اختلاف کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر اور ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی واقعہ سامنے آتا ہے تو اس پر آپ میں کوئی ایسی بات نہ ہوتی کہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے کہ اسکا اجتہاد



















﴿عاجی کی تعلیم﴾

وأما الثاني فإن ظهرت فتواه في زمن الصحابة كسريح كان منهم عبد الجحش وهو الصحيح، يجب عقيدته، كما روى أن علياً استأخذه إلى شريح القاضي في أيام خلافة أبي ذرعه، وقال: دعوني عرولها مع هذا اليهودي، فقال شريح لليهودي: ما تقول؟ قال: دعني وفي يدي، فطلب شاهدين من علي، فأتى علي بابنه الحسن وطبر عولاه فشهدا عند شريح، فقال شريح: أنا شهادة هؤلاءك فقد أجزأها لك، لأنه صار مضافاً، وأما شهادة ابنك لك فلا أجزأها لك، ولكن من معك علي أنه يجوز شهادة الابن للأب، وعالقه شريح في ذلك، فلم يذكره علي فسلم المخرج لليهودي فقال لليهودي: أمير المؤمنين متى دعي إلى قاضيه ففضلي عليه، فوحي به حديث والله بها ليبرءك، فسلم اليهودي، فسلم المخرج علي لليهودي، وهذه فرصة، وكان معه حصى استشهد في حرب صلح، وهكذا سرور كان تبيعاً خالفاً بين علي في مسألة الخبر بلمح الولد فإن ابن علي بنقول من ظفر بلمح الولد يأنزه مائة أهل في حاشي نية الحسن، فقال خسروك لا بل يأنزه ذبح خلة استدلالاً بعدد اسماء علي، فلم يذكره أحد فصار إجماعاً، وروى عن أبي حنيفة أنه لا يفتل الذبيحة لأنهم رجل وقبح رجاءه، لأن قول الصحابي إنما يقبل لأحسان السماع وأما ربيعة وبركة صحبة النبي وهو مقفود في النامي، وهو مختار حسن الأئمة، وهذا كله من ظهرت فتواه في زمن الصحابة، وإن لم تظهر فتواه ولم يراحمهم في طريقه كان مثل سائر أئمة النبوي لا يصح تقليده.

(ترجمہ و تشریح)۔ روحانی علاج۔ گریٹنگ کا کوئی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ظاہر ہوا  
 فوہن کا کوئی نسخہ ملا، کہ وہ ایک مثل حضرت خلیفۃ المسیح کے لڑائی کے عقیدہ تھا، جب یہ ہر ایک کی طرف راجع ہے  
 چنانچہ حریفی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنے ایک حضرت شریعت نامی کے پاس پہنچا، اور انہوں نے اس کے اپنے  
 غائب ہونے پر ایک سبب بتا دیا کہ اس نے اپنے ایک بیوی سے ویت کیا کہ اس نے ایک کھانا دیا جس میں سے وہ غائب  
 ہوا کہ وہ میرے بچہ میں ہے، حضرت شریعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا جواب دیا کہ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 نے ایک گود اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کوٹھی کیا اور دوسرا گود اپنے حکم کو لے کر کاغذی صاحب نے فرمایا کہ  
 آپ کے حکم کی کیا؟ تو حضرت نے کہا کہ وہ میرے کسی دور سے چلتا ہے آپ کے صاحبزادے کی شہادت آپ کے حق میں  
 چاہئے ہوگی۔ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ صاحب تھا کہ جب آپ کے حق میں ہوگی شہادت حضرت نے فرمایا اس مسئلہ  
 میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسلام کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسا نہ کرتے ہوئے اس کا تسلیم کر لیا اور وہ  
 دور چھوڑ دیا کہ اس کے دور میں ہی سے اسلام قبول کر لیا اور یہاں کہ یہ وہ ہے آپ کی چارہ ایک ایک گود ہوگی اور



## باب الإجماع

والدفع عن القسام المستند شرع فی بیان الإجماع ففان وهو فی اللغة الاتفاق، وفي  
 الشرعية اتفاق مجتهدین صالحین من أمة محمد فی عصر واحد علی أمر فوری أو لفظی.  
 وكس الإجماع موطن عزيمة وهو تنكلم منه بوجوب الاتفاق، أي اتفاق الكل على  
 المحکم بان یفعلوا أجمعاً علی هذا، إن كان ذلك الشيء من باب القول أو شروعه فی  
 العمل إن كان من بعده، أي كان فذلك الشيء من باب العمل كما إذا شرع لعل الإجماع  
 جسيماً في المضاربة أو السرارعة أو الشرکة بکل ذلك إجماعاً منهم علی حرعیه  
 ورعیه، وهو لم یکنکلم أو بعض البعض، دون البعض، أي بعض بعضهم علی قول أو فعل  
 وسکت یا قول منهم ولا یرون علیهم بعد معنى مثل الناس، وحی ثلاثة إمام أو مجلس  
 العلم، وسمى هذا إجماعاً مکتوباً، وهو بقول عبدنا، وفيه خلاف للفقهاء، لأن  
 السکوت كما یكون للقرافة یكون للمباهلة، ولا یقتل علی الرضا كما روی عن ابن عباس  
 أنه خالف عمر فی مسألة القول، لقيل له: هذا تطهیر جعتک علی عمر؟ فقال: كذا  
 وجعلنا لهذا وصیاً ذکته، والحداب أن هذا غیر صحيح؛ لأن عمر كان أشد لفظة  
 لا شماع حق من غيره حتى كان یقول لا غیر فیکف، لم یقولوا، ولا غیر فی ما لم یسمع  
 وكيف یظن فی حق التمسک بالحق منهم فی قول البیاض وسکوت عن العمل فی موضع  
 الحاجة وقد قال: الساک عن الحق شیطان أخرس

(ترجمہ و تفسیر)۔ (مقدمہ) مستند قرآن کے بعد تشریح کے لئے کیا ضرورت ہے، اس کے بارے میں متفرق رائے ہیں۔

الإجماع: یعنی سب اتفاق، یہاں پر شرعی اصطلاحی معنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات پر اتفاق کیا کہ ایک وقت (عصر)  
 واحد ایسا ہوگا کہ قرآن پڑھنے کے لئے پڑھنا کر لیتے۔

(تفسیر)۔ یہی سب اتفاق، اس کے خلاف کہ، اس کے لئے ہیں عزم کے معنی یعنی سب ہی سر پر ہونے کا تقاضا کرنا۔ اتفاق  
 میں فرق ہے، اعتماد، اشتراک، رجحان اور اس کے ساتھ ہی تبادلی سے اس وجہ سے کہ حق میں جتنا کی صلاحیت نہ ہوں کے  
 تقاضا کا کوئی انداز نہیں، اس کے خلاف، لام، کے استحقاق سے اس سے امتزاج ہے، اس سے کسی کے خلاف سے سامع اس کے پکائی۔  
 دو، ہر امت تشریح کے لئے ایک ہی تشریح کے، اتفاق، اشتراک کی کوئی گنا ہے، عصر، احد سے ملکہ کرنا ہے کہ  
 برعائے کینہ، م۔ ہوں کہ اس کے ساتھ اتفاق کرنا مردوں میں بکھریا، امتداد، اقدار، آثار، یا اور اس سے متعلق ہر قسم  
 حد کیا اس پر تمام باتوں کو کہ جس قدر اس وقت اس وقت ہوتا ہے۔

یعنی ہر قسم کی ہر قسم کی، اتفاق کی تفسیر سے اس کا تعلق نہیں ہے، یہ تفسیر سے مراد تفسیر ہے۔











وعدہ :- بعض معتزلہ اور افسر گریجو کیوں کہ کمال کی پہچان ہے کہ جماع جتنے ہو جائے گا ان سے ہر یہ بچے پیدا ہو گئے ۱۲ اطفال تیار ہو جائے۔ ہر ایک جملہ گڑھ کر کے بچہ سبھی کا نظامہ بن گئے ہیں۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ! ہم سب نے آپ کو ان اوائف لوگوں کو ملنے والی کی قربت کا اور اس نہیں ہے۔

ثم انهم احتجوا على أن الإجماع هل يشترط في انعقاده أن يكون به دفع مقدم عليه من دليل فني أو يعتقد فجاءه بلا دليل باعث عليه بالإمام وتولي من الله به يعني الله عليهم عتدا ضروري أو غير ذلك لا عبرة بصوابه قبل لا يثبت ذلك للعامة والأصح المنع من أنه لا بد له من دفع على ما كان المصنف والداعي قد يكون من غير الأئمة والأدوات التي أمروا بها لا سيما فيكونا معهما على عدم جرم بيع الطعام قبل القبض والداعي إليه قوله عليه السلام لا تبوه الطعام قبل القبض وأما الناس فكما جمعهم على حرمة الربا في الأثر والداعي إليه القياس على لا شيء السنة رقي قوله قد يكون ابتداءه من الداعي قد يكون من الكتاب أيضا كإجماعهم على حرمة الحناب وبناب الكتاب لقوله تعالى لَا تَجْرِمُوا عَلَيْكُمْ غَيْرَكُمْ شُورًا لَكُمْ وَمَعَكُمْ وغفل لا يجوز ذلك إذ عد وجود الكتاب والسنة المعتمدة لا يحتاج إلى الإجماع ثم من المصنف أنه لا بد لنقل الإجماع أيضا من الإجماع فقال وقد انفصل بها إجماع المصنف بإجماع كل عصر على سبيله كان كتفل المحدث المتواتر فيكون موافقا للعلم والعمل قطعا كإجماعهم على كون القرآن كتاب الله تعالى وحرمة الصلاة وغيرها وإذا نقل إليها بالأفراد كان كتفل السنة بالاحادة لوجه يوجب العمل دون العلم من غير الأحاد كقول عبيدة السلماني هب جمع لصحابة على محافظة الأربع قبل الظهر بتحريم مكاح الإحت في عدة لا تحت وتؤكد انه به بالخبرة الصحيحة ولم يصرح بتدليله بالحديث المشهور إلا في قولين وبين انصرفوا إلا بعدم اشتباهه في قول الصحابة ومما تم يستقيم ههنا لأن الإجماع لم يكن في زمن الرسول وإنما يكون في زمن الصحابة فعليه ليس إلا أئمة أو غيرهم

(ترجمہ و تفسیر)۔ اس تفصیل کے بعد اہل علم کا اس میں شک نہ ہوگا۔

[illegible]





نريد بالاخص ان نعلم من ان يكون في دعائنا و دعائكم لا تفكهم لا يفتير، عتلاها كما اعتبر  
اعتزلنا الشاعري واسمى اس حصيله والجزء عنه صعب، وقد ياتى في حقيقه في  
النفس الاحمدى، ويقتل جهنم وطائفي فيه، ولم يسقى الى مثله أبداً لطائفة في شب.

(توضیح) - اور امت کا یہ کسی مسئلہ میں کسی بھی پرانے میں مضبوطی پر اختلاف نہ کیا ہوا ہے جس  
 مباح ہو گا اس امر پر کہ اس کے علاوہ باطل ہے۔ اہل ان کے بعد وہوں کیلئے (یہ میں ہے) جان ہوا کہ عامر اقول (۱۶)  
 (اور انتہا کے بعد امتیاع شدہ مسئلہ پر جو میں اختلاف کرتے ہوئے یا تو اس پر کیا کرنا جائز ہوگا) مشکوٰۃ گوشت کہ  
 شیر اطفال کرے (۱۷) اور (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱)

اور اقبال نے کہا: اے اہل حق! تم کو بھی نہیں علم ہندوؤں کی حالت اس قدر عجیب ہے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ  
(ملاحظہ ہو) : لیکن جب کسی مسئلہ میں وہ ایسا ہے جو ان احوال میں ہندوؤں کے خلاف ہے تو اس اختلاف نے یہ ثابت  
کے ہے کہ اہل ان احوال کے ہندو باطل سے کب سروہ کوئی لوگ آخر پیدا کیا جائے نہیں کیوں کہ ان سے عجم عظم  
ہی جو ہے حضرت شاہجہانؒ کے ایک حصر فرمایا ہے اور ہندوؤں نے یہ کہہ کر صواب مآب **ہندو** کے  
ساتھ محسوس کیے کہ ہندو باطل ہے (آخر پیدا کیا باطل ہے کہ ان حضرات **ہندو** اگر اختلاف کسی  
سے ہے تو اسی میں اور اقبالؒ کی ہر فری کے ہندو تیرے (پانچ تھے) لوگ پر ہندو کے احوال کے مطابق ہیں کا عجم  
فرماتے مآب **ہندو** کے ہندوؤں پر است کیلئے ہیں۔

بول کس سے۔ اور حضرت مہاراج صاحب فرماتے ہیں کہ تم کو یہ کہ میرا (پانچواں) قول باطل ہے، یہ غلطی کا نام ہے۔ میرا قول باطل ہے، اس کا نام مہاراج صاحب نے رکھا تھا۔ یہ اس وجہ سے کہ میرا ظاہر ہونا ہے، غلط (ا) ہے۔

جو یہ نور، حقائق اور کبریا کی چھ انعام پر پائی گئی اور ہے کہ اس کا جو کچھ کیا ہے، "معم تعالیٰ یمنین" فصل کی کوئی خاص  
 حصہ ہے، لیکن اہل کتاب فصل فریقہ سے ان فرامادے کہ اس سے مراد وہاں ان کی کتاب میں نہیں لکھا گیا تھا۔

حضرت شہنشاہ خلیفۃ المسیحؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ مسئلہ کی امت کو عجب اختلاف میں ہے۔ خواہ ابھی تک نہ کرے کیسے یہ اسلامی روایت ہے۔ لیکن اہل ان کو بھی یہ توں (مذہب) خاک میں کیا کرنا چاہیے۔

اسکونے پر ایک شہرہ آفاق عالم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس شخص سے ہم اپنی دنیا کا کتب خانہ بنا لیں تو اس کی تعداد صرف ایک سو تالیفات پر محدود رہے گی۔

[illegible]

نواف سحر ہے





مذہب و اعتقاد کے متعلق بھی کسی خاص کی نظر ہو کر پیش کرنا تو گویا یہ اس کا مذہب یہی واجب، اس کی نظر، "اگر کسی ہنس کی ہانپے اس کی شمشیر ہو، لہذا قطعاً انہی پر تو اس کے قیاس و مثال ہے کہ اگر مجلس اللغات علم اللغات پر بالیس لغویۃ العربیہ، عربی الاصل ہو۔ لہذا اس کا یہ تو قرآن آیت سے یہ ثابت ثابت ہو گیا کہ قیاس بحث شرع سے ہوا اور نفس سے ثابت ہو گیا ہے اس کی دلیل کو قیاس بحث شرع سے نکالنا صحابہ سے جو عظمت معادہ الی حدیث کا نام نہ تھا۔ اور دوسرے اختلاف سے روکنا نہ پایا ہے۔ (مکتبہ انیسویہ)

اور یہ حدیث معروف ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نبی کی وجہ (مگر) امر کا کروں۔ فرمایا تھا کہ قیاس و سنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا ہے سوال پہلے کسی سے کر کے جواب میں امر، کتب اللہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوال فرمایا اگر کتاب اللہ میں اس کا حکم موجود نہ ہو تو جواب دینا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا اگر سنت رسول میں بھی حکم نہ پاد؟ حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ سے جواب دیا اے اللہ کے ساتھ رہو نہ کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الحمد لله الذي مع" اللہ تعالیٰ کی تقریب سے ہر فرما کی کہ اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں اس کی کوئی بھی چیز نہیں فرمائی جس سے کہ اس کا رسول راہی ہے مگر قیاس بحث شرع سے ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس پر تاکید فرمائی کہ اس سے بچو نہ کرے۔

وہاں ہے۔ یکیشیہ لایا کا جناب الہی صاحب یا قرآن میں نہ کریں کہ یہ حدیث سے ہی آیت کے خلاف ہو گیا۔ مال "مذہب" صاحب اس کتاب سے "تسخیر قرآن کریم میں کوئی بھی نہیں مجوزی تھا۔

بقیہ اسلام ہوا کہ قرآن کریم میں جو حدیث ہے کہ اس کی کوئی بھی چیز نہیں فرمائی کہ اس سے کہ اس کا رسول راہی ہے مگر قیاس بحث شرع سے ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس پر تاکید فرمائی کہ اس سے بچو نہ کرے۔

وَمَا لَكُمْ لِمَنْفَعَتِ الْفُتُوٰنِ الْاَعْتَابِ وَاجِبَ فُتُوٰنِ تَعَالٰی ﴿فَاَعْبُوْا بِمَا تُوَلّٰی الْاَنْصَارُ﴾ وَهُوَ

وَارِدٌ فِیْ تَحْرِیْمِ عَقُوْبَاتِ الْكُفَّارِ كَمَا مَبْنٰی فَعَمَدَتِهَا وَهُوَ الْفَتْحُ فَمَا اَصْلَابُ مِنْ فِتْنٍ مِنْ اَهْلَ الْاَهْلَاتِ

اُمِّ الْعُقُوْبَاتِ بِالْفَتْحِ وَالْجَلَلِ بِاسْمِهَا فَهَلَتْ مِنْهُمْ مِنَ الْعَقُوْبَةِ وَتَكْذِیْبِ الرَّسُوْلِ لَنْكَتٌ عَمَّا

اَعْتَبَرُوْا عَنْ مَثَلِهَا مِنَ الشُّجُوْرَةِ لَبِیْصُوْرٍ حَاصِلٍ الْحَقِّ قَبَسُوا بِمَا تُوَلّٰی الْاَبْصَارُ اَسْوَابُكُمْ

بِاسْحُوْلِ هَلَا الْكُفَّارِ وَفَاسْتَرَا بِانْكُمْ اِنْ تَهْتَلُوْا الْعَدُوَّةَ الرَّسُوْلَ وَفَكَفَّیْهِ تَعْلُوْا بِالْحَلَالِ

وَالْفُتُوْلُ كَمَا بَنٰی فُوْلُكُ الْكَلْبِ بِهَذَا هُوَ الْاَبْصَارُ بِهَذَا الْمَنْعِ وَالْفُتُوْلُ الشُّرْعِی

مَنْعُ عَلَا الْاَمَلِ فَكَمَا اَنْ الْعَدُوَّةَ عَلَا وَالْعُقُوْبَةُ حَكْمٌ فَعَمَدَتِهَا مِنَ الْكُفَّارِ لَمَعْبُوْدِیْنَ بِیْ

حَالٍ كَلَّ اُولٰٓئِ الْاَبْصُوْرَةِ فَكَمَا لَكَ الْعَمَلَةُ الشُّرْعِیَّةَ عَلَا وَالْعَمَرُ مَا حَكْمٌ فَعَمَدَتِهَا مِنَ الْعَمَلِ

عَلِیْهِ اِلٰی الْمَقْبُورِ فَكَمَا لَكَ حِجَّةُ الْقَبْرِ بِالْمَنْعِ الْمَعْنَوِيَّ وَالْعَمَلُ اَنْ فُوْلَهُ تَعَالٰی ﴿فَاَعْبُوْا بِمَا تُوَلّٰی الْاَنْصَارُ﴾ لَوْ اَجْرَى عَلٰی عَمْرٍه مِنْ كَلِّ وَكَلِّ اِلٰی طَبْعِهِ







بعض التفسیر حتی وجود صیغ حنیفہ بحدیث، و حکما ای ان یبلغ نصف صاع.

**تقریظ و تشریح:** در اوایل امر کی تفسیر کر گزاش کا تسلیم مردہ نفس ہی بخیرہ آپ ﷺ کے اس ارشاد میں ثابت ہے "الحیضہ طحیثہ" بڑی حق بھی حدیث ایک روایت میں بخیرہ بکلی در اندرون کے شش کے ساتھ مردی ہے مثلاً حیض کی ایک کس اور حدیث کے متن میں آپ ﷺ کا حدیث "طحیثہ" شش کی حالت سے بھی مردی ہے اس وقت اس کا مطلب یہ ہوگا اربع نصف صاع حیض مثلاً اور غرض یہ ہے مردی ہے آپ اس کا مطلب یہ ہوگا بعدو الحیضہ یا حیضہ مع اور الحیضہ کا کس کر پھر سب ہوگا کردہ کھل ہے جو کس کی کس کے باخلاف لایا گیا ہے کس کے کر یا الحیضہ یا الحیضہ اور مثلاً مسئلہ الحیضہ سے حال ہوا ہے کہ گویا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسی امر ہے "سوا الحیضہ یا حیضہ طحیثہ" کو نبھا سکتی ہے۔

والاحیضہ صاع یا حلی طحیثہ لشرط کے ہے اور امر ایجاب کی حدیث کہ ہے ہر حق صاع ہے لہذا اگر کو حصر نہ کیا جائے گا کہ اصل کی جانب جو کہ شرط ہے اور اگر کس کی جانب غرض نہیں کیا جائے گا کہ جب اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ اگر حیطہ طحیثہ یعنی صاع کی طرف اس شرط کے ساتھ کہ وہ پھر مردہ ہو اور اس میں شاکت جاری ہو نہ کہ طحیثہ (جسے چاندھ حدیث پاک میں طحیثہ سے مراد قدر ہے یعنی کپڑا اشیاء کی شکل اور ذلی اشیاء کی وزن کا ہے) بذیل مع سوا الحیضہ سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حدیث سے اشارہ کرتے ہوئے لایا گیا ہے جس میں امرانہ کیا سکتی (ارد ہے۔

روایت مع سوا الحیضہ یا حیضہ طحیثہ سے مراد قدر سے نہ کہ وزن کا ہے پھر شش طحیثہ کی حدیث ہے اور یہی وقت ہوگا جبکہ اشیاء کی اور ذلی میں اور کیا اور ذلی کی حدیث بھی جائیگی۔ چنانچہ اس خیال پر یہ جائز ہے کہ ایک حدیث برابر شہام کی روایت سے برابر کے کس میں صاع ہے (اس جو کہ ہے کہ قدر سے کہ ہے جو کہ ہمیشہ شش سے)

فصلو حکم النہی وجوب التوبة بينهما في القدر، ثم الحجة بناء على ثواب حكم الأمر، يعني حيث ثابت التوبة بعبث المعرفة، وحكم الحكم النہی، والذی علیہ ای الطلة المابقة عظمی وجوب التوبة الطهر والحسن، لأن إيجاب التوبة في القدر بين هذه الأمور يقتضي أن تكون امتلا مساوية، ولن تكون كذلك إلا بالقدر، والجنس، لأن المساواة لغرم بالصورة والنهي، وذلك بالقدر والجنس، فيلحقه لغرم المساواة الصورة، وبالحسن لغرم المساواة المعنوية، والجنس مدلول قوله الحیضہ یا حیضہ والقدر مدلول قوله مثلاً بمثل، فإن لم يوجد الجنس كالحیضہ مع الشعر أو لم يوجد النحر كما في الطهارة لم يلزم المساواة ولا يظهر الفرق ويورد عليه أنا سلم أن المساواة ثبت بالقدر والجنس فقط، بل لا بد أن تكون في الزحف أيضاً وهو الموجودة والرفقة، فأجاب بقوله وسقطت قيمة الجرعة بالنهي، وهو قوله عليه السلام: جندھا ورفیقھا سواء، هنا حكم النہی، أي كون المانع إلى وجوب التوبة هو القدر، والجنس





















الصرع، وانا لہما یختلف فلا یأمن بان ینبئ الحکم ما نقیص و انص جمیعاً کما ہر ذلک صاحب الہدایۃ یستثنی سکن حکم بالمعلول والمفلول تنبیہ علی اہلہ لو لم یکن نقیص موجوداً لیثبت بالنقیص ایضاً

**مترجمہ و تشریح:** - شرط اولیٰ صحت ہاں صرع مع چہرے تفریق ہے، تخیل و قزوین کا ہو سکتا ہے (اس وقت کہ) نالی یا غلط دانتے غم کو کشوی کیا جائے کہ وہ اور حاکم کی جانب کہ جو حکمرانی ملی الفکر کا ہے ایسی غم کو کشوی کہہ دیا جائے صحت والا کہ وہ صحت میں ہو، غلط و باطل، وافی صورت میں، حاکم کا نالی کا کہہ اور، سپاہیوں کا کہہ و سپاہیوں کے، دیگر رئیس طے (اصل اور معنی (فرع) دونوں کی ایک عویت نہیں ہے دونوں میں ہر گشت نہیں ہے چوہر یہ قیاس پیچیدہ صحت ہو سکتا ہے کہ تیسری شرط کے خلاف ہو، مگر آئے گا کہ اگر وہ صحت کی صورت میں غم ایک ہی کر دیا جائے گا چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تاہم یہ کہہ سکتا ہے کہ ہے۔

سابع: اس ایہ صحت کی کا کہہ سبب ہے چاہے وہ کہ نفس فعل (مکمل فعل شرب) ایسی وہ فائدہ ہے اس حاکم کی صورتوں میں نفس میں جس نے نہ نکلیں؟ یہ تو پیچیدہ ہوتا، روزہ و طہارہ اور نہ سے الطہارہ ہوگا و صحت و صحت مع قیاس اور اس کے خلاف اس غایت ہے کہ اس میں نفس پر، نفس کی تخیل پر ہے کہ نفس پر غیر اعتباری بلکہ یہ واقعہ ہے کہ جو صاحب نفس کی جانب صوب ہوگا یہی کن تخیلی شہادت کی جانب اور حاکم کی طرف کہ نفس اختیار ہی ہے صاحب نفس کی جانب سے صوب ہوگا کہ حاکم کی طرف سے اپنے اور حاکم کی طرف سے کہتا ہے (مثلاً کہیت: مسند) یہ وہی حکم کہ ہائی اس کے مطلق میں مائل ہو جائے اور کہہ کہ اس پر ایک انسان سے کہہ کہ یہ بخلاف اس پر اس کو بخیر کو یا بخیر ہے کہ یہ دونوں کا طہرہ ہی ہے، ڈاکٹر کے طہرہ کے کوائل نہیں ہے (جو کہ شرط ثالث کے خلاف ہوگا کہ نفس طہرہ نہیں، دونوں میں کوائل ہیں، ایک حاکم کی طرف کہہ اور ایک اور صحت جاتا ہے

والا متوسط ہے۔ یہ شرط ثالث پر تفریق ہے کہ وہ بھی کہہ کہ وہ طہرہ و صحت تمام آرا کے لئے کہنے لگا کہ ان شرطوں میں چنانچہ اس سے کہہ کہ اس کی شرط لگائے جیسے غم کا کشوی کہہ کہ وہ نہ تھا کہ ہے اس میں کہہ کہ اس میں نہیں ہے اور یہ توہم نہیں و حیر کر کے ہوگا۔

**(خلاصہ):** دیگر شرط دینی ہے کہ نالی میں کوئی نفس اور ان دونوں میں اس وقت اس کیلئے قیاس کی ضرورت ہوگی اور جب کہ اس اور وہ ہے تو ہم اس کی ضرورت نہ ہوگی۔

اب اس شرط دانی کے خلاف کہہ لا، مگر ہے چنانچہ اس کے ساتھ شرط ذکرنا کہ وہ نہیں کہہ کہ وہ حاکم میں ہائی مگر ذکر کرنے کیلئے کہہ کہ اس پر قیاس کرتے ہوئے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے اسی طرح کہہ لیا ہے کہ کہہ کہ اس میں جبکہ اس سے ایمان کی قہ کے ہو کہ بیان، وہ ہے اس کے کہہ کہ وہ دونوں میں وہ قید نہیں ہے بلکہ علی اختلاف ہے تو ان دونوں کو قیاس کر لیا کہہ کہ اس پر نہ کہہ کہ اس کو اور جانے کی ضرورت میں قیاس کی ضرورت نہیں باقی نہ باقی

و بعد ازاں: اور یہ قیاس کا سبب ہونا جبکہ فرع کیلئے غم اور وہ ہے اس وقت ہے جبکہ وہ قیاس میں فرع کے خلاف ہو، اگر وہ قیاس میں کہہ کہ اس سے قیاس ہے تو اب اس قیاس کے (اختیار کرنے میں) حاکم کی طرف سے ہوگا کہ اس کے کہہ کہ وہ غم ثابت کرے جس کوئی نقصان نہ ہوگا اس صورت کہ نفس طہرہ قیاس دونوں میں سے غم ثابت کرے، چنانچہ









اللہ عزوجل

۱۔ بزرگ توفیق اللہ ہے مثل نماز و روزہ سے حق تعالیٰ کی شہادت کے پیش نظر بعض علماء فرماتے ہیں کہ  
 للہ عزوجل میں "لا" شیعہ ہے۔ ہر مسیح کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ حق تعالیٰ ہی۔ و تحقیق میں امثالہ کو کفر کا مالک ہونا  
 ہے، اس کی کوئی جاس نہ ہو، خود فرما دینا ہے میں اپنی اہل سے کہ جس طرح طیر کو عقلمند فرماتے ہیں۔

وذلك لا يصح مع اختلاف المذاهب، أي فلك المسيحي الذي هو الشبهة لا  
 يحتمل إجماع المومنين مع اختلافها، وكذا نهى عن المومنين عبد الغني والإمام، والخطيب،  
 والليثي، ومثله، والشاذ لا يولي إلا بالإجماع، فكيف كان بدلاستبدال دلالة بأن نستعمل  
 اشتقاق المسندين، فيعطي مذهب كل حواله، وأخرى عليه بأنه إنما يكون بدلا  
 كقولهم منصرفه عن الشاذ إلى أعطاهم الخطه من صدقة الفطر، وأعطاهم كل  
 حوب من منصرفه، وأعطاهم الكسوة من كفارة اليمين، وأعطاهم الأجناس الآخر من  
 شمس الضميمة، وأوجب بأن الزكاة لا تكون عنها طلع من بلاد المسلمين، بل هي فرض  
 كالصلوة، فكأن المذهب الأصح للفقر، هي الزكاة، بخلاف الضميمة، فإنه قلما يقع  
 النعمة في المسلمين، وإن قلنا قلنا نعم على من هو أشرفهم، وكذا الكفارة، إذ ربما  
 لم يكن أحد منهم حائضا، وأما العشر، وكذا العشر، إذ ربما لم يزرع الأرض، العشر في أحد  
 وكذا صدقة الفطر، إذ ربما لم يزرع أحد، وليس لها مطالب من الله أصلا، فلم يبق إلا  
 الزكاة، فكانت هي مرجع كل الأحوال.

۲۔ **اشترجهما وبشرهما** : اور پھر فرماتے ہیں کہ وہی (خزوا) ہے جو دوسرے کے ہیں اس کی خود دہر اور  
 وقت، مٹتے ہیں لہذا کتاب و معید سے ماخوذ وہی ذکر کر، جو مذکور مال میں (بکری) کے خلاف انکار ہے کہ  
 "اچھے میں مٹا دوں گا، یہ تمہاری زبان (جو ہم) کا جو وقت میں ہو کر کسی سے صرف سائل کی ضرورت ہی ہوگی، انکی  
 سے زیادہ مال اللہ تعالیٰ کی پست ہے، جو کہ تمہاری تہذیب کر، چنانچہ (کہ کہیں) کا دہر بھی کی پست ہے، جو کہ  
 سوسے دہر تک، زیادہ (بیم) لگے، یہ بھی (بیم) کو کہہ سکتے ہیں۔ تاکہ (اقترا) دہر کا دہر پست نہ ہو کہہ سکیں۔

۳۔ **امروا** : ایک امر ہے۔ جو اس کو دہر و شریعت پر دیکھ کر دہر و دہر میں کی کوئی (دہر) صرف کی کوئی (دہر)  
 تو کفر نہیں ہے کہ اس کے لئے (دہر) دہر کو کتاب و حکم اللہ کا اس جو جس سے لال کی پست ہے، نہ جاتے طاقت نہ  
 جان سے لال کی پست ہے، جو کہ (دہر) دہر کو کتاب و حکم اللہ کا اس جو جس سے لال کی پست ہے، نہ جاتے طاقت نہ  
 تیس۔ اور جو دہر کو دہر میں کہہ سکتے ہیں، جو کہ (دہر) دہر کو کتاب و حکم اللہ کا اس جو جس سے لال کی پست ہے، نہ جاتے طاقت نہ

۴۔ **وإصباح** : و شارح الحقائق : اس امر میں کہ جب اس بار طرہ یا جو کوہ پیدیا پر ہے جو کہ مسلمانوں کے  
 بر شریعت کو کہ جائے کوئی شریعت میں ہو کہ جس میں اس کی (دہر) دہر کو کتاب و حکم اللہ کا اس جو جس سے لال کی پست ہے، نہ جاتے طاقت نہ  
 کوہ کا صرف حق تعالیٰ اور مسلمانوں میں ہیں مختلف ہلی میرت کے کہ وہ جہت ہی ام واقع ہوئے والا ہے مسلمانوں کے



















الحکم من وجہ غیر الایلا وجہ لہ کفر ل محمد فی ود الفساق لہ لم یطعن لاند لم  
 یطعن طیار من غصب حارۃ حارۃ، فر لہ فی بد العاصب، ثم یطعن، یطعن فیما  
 انحصارہ دون تولد، لأن الغصب یطعن علی انحصارہ دون الولد، فقد علی محمد ہما  
 بالحق فی من شغل الغصب فی ہذا تضرعہ یسب إلا الغصب؛ لیتجہ بہ یعنی الضمان  
 ضروری، و ہیکہ الولد فی المستخرج من البدن کما یقولوا العین، لہ لا یخص فیہ، لاند لم  
 یوصف علیہ مسلمون، فان شغل وجوب حمس الغصب لیس إلا یحالی لمسلمین  
 بالتخیل، و ہر فتنہ ہما

**(تشریح و توضیح)** - اور بعض نسخوں میں اس جہ "یا ہا تا ہے" یعنی المراد کے شریک (یا مراد کے کسی  
 شے سے اولیٰ کی صداقت نہ کیے میں "تسب" معنی "بھی" کے اور بعض میں "بھی" کا مطلب ہے "عمی" یعنی بہت کئی  
 کرنا "اس میں یہ صداقت کس شخص سے ہے" - سے "مطلب" یعنی "اس کا جواب دینا چاہتے ہیں، فرماتے ہیں مستفاد  
 عدم تکرار کے بلکہ اس امر سے کہ (بھی) کا جو درجہ صحت سے (بھی) کا ہے بہت ممکن ہے کہ ایک وجہ سے تو سب  
 ہو، لہذا دوسری وجہ سے بھی کا جواب ہوگا۔ مستفاد، اصل طائر، جو کہ تکرار اور کثرت میں تکرار کی وجہ سے حاصل ہے۔ اب  
 اس مسئلہ کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دو صورت کو دیکھ کر اس کے لئے کہ وہ پائی گئی ہو یہ نہ ہو یا ایک نوعیت سے ہیں اور یہاں بھی کہ کہیں  
 بہت ہی علت محدود ہوئے یا یہ لہجہ ہو جائے گا کہ (بھی) کیوں کہ ایک حکم میں تکرار کے خلاف طائر سے متبادلات ہوتا ہے۔ لہذا یہ  
 لازم آئے گا کہ ایک علت کے ساتھ چاہے کہ اس سے تمام ہی نتیجہ نہ پائی جائے اور یہاں جو کہ علت کی کئی علت کی پر دلالت  
 کرے۔ مثالی کتبوں کے مجموعہ میں، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کی شہادت ہے۔ جہاں سے منعقد ہو گا جبکہ  
 مورد اس کی شہادت مردوں کے ساتھ پائی جائے اس وجہ سے کہنا کہ وہ اس کی شہادت ہے، ہر وہ نتیجہ کہ اس کی طرف سے ہو اور مردوں  
 کے ساتھ صرف وہی شہادت سے منعقد ہوگا، لہذا عقد نکاح کی شہادت کیلئے مرد اور عورت کا ہونا ضروری ہے ایک مرد اور دو عورتیں ہیں  
 اس کے برخلاف عورت کا نہ ہو سکتا ہے پس عدم شہادت نہ ہونے کی وجہ سے اس کی (اعتباری) نہیں کہی جہاں سے منعقد ہوگا ہے کہ وہ  
 عقد نکاح کے عدم کیلئے مرد اور عورتوں کی شہادت کے ساتھ عقد نکاح کا عقد ہوگا اور اس علت (شہادت) کے عدم ہونے سے کہلی  
 نہ ہوگا بلکہ عورتوں کی شہادت صحیح ہوگی۔

لاحقہ - کیونکہ عقد نکاح میں مردوں کی شہادت کا مستلزم ہونا اس علت کی بناء پر ہے کہ وہ عورت کے ساتھ عورت ہونے سے منعقد  
 ہوگا (وہ جو کہ حقیقی المراد سے تعلق کرے جہاں مرد (حق) میں سے ہیں ہے کہ وہ کسی شے کے ساتھ عورت ہونے سے منعقد ہوگا  
 لا یجوز عداۃ مع کہ میں یہ تاکہ کہ عقد نکاح میں شہادت مردوں سے جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔  
 مرد حلال و حرام - مرد و عورت کے میں ہاں کے خلاف ہے یعنی یہ شہادت سے لی جاتے ہیں ساتھ ہو جاتے ہیں۔ لہذا  
 مورد اس کی شہادت سے کسی بھی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے۔

و یطعن فی - لہذا عقد نکاح الیہ سے ہرچہ (ایک شہادت میں کافی نوعیت کے کتاب و مردوں کی دلیل سے یہ عقد نکاح  
 ثابت ہو جائے (بذل (غرض) کے ساتھ جو کہ عقاق - ہاں کہ اس کی دلیل کی صورت میں لازم نہیں ہو سکتا اور جبکہ مورد اس کی



کے شرع صحابہ حال سے بخت کا نام کرنا ہے۔ یہ بھی احتجاج کی مصیبت تھی، لکن علیؑ کیسے دیکھتا ہے۔ یہ بھی ہیں (دب اسکا حال سے) اس کے ساتھ حال کی محبت کا غضب کرنا، یہی وجہ کہ جو ہم باطنی میں کیا گیا ہے اسی کے شکل میں پر بھی ہو رہی کہ اسے اور حاصل اس کا۔ ہے کہ جس فریبت پر ہے اسی پر خبر دیتی رکھنا چاہیے جس سے کہ اس کو رائے کرے وہاں کوئی دلیل نہیں ملتی تھی اور حضرت امام شافعیؒ پر بحث ہے ان کے نزدیک اصحاب حال سے محبت معجز ہے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ کی روایات کے بعد حکامات شرائع باقی ہیں اصحاب کے نزدیک بخت نہیں۔

لا بدیہ۔ اور ب کے محبت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ "العبت نفس بس" یعنی ہمارے شہوت ہے یہ لازم نہیں کہ وہ دلی رہنے والا ہوگی ہو کہ جس دلیل سے استدلال نہ ہو ماسی میں حکم کتاب کیا ہے۔ وہاں دلیل نہیں ملتی، اس لیے دلی ہو گیا کہ باطنی حالت ہے اور اس کے علاوہ میں اس لیے ہوا کہ وہ سب کا پایا جان ضروری ہے (دیکھیں تھو کیسے)

وہاں آج اور اس حقیقت کا جواب کہ آپ ﷺ کیسے کے سال کے بعد حکامات شرائع باقی ہیں اور وہ حقیقت ان کا بیان ہوا کہ ان کی بنیاد پر ہے حق آپ ﷺ کیسے کے لئے فرمایا اور اسے پرہیز کرنے اور بخت کرنے ہیں (اور اس حقیقت کو ثابت کرتی ہے کہ) آپ ﷺ کیسے کے بعد کوئی نئی بدعت ہوئے وہاں بھی ان احکامات کو مسترد کر دے۔

لا محذور فی ہذا حکامات کا جواب نفس اصحاب حال کی ہے کہ اس سے استدلال کرتے ہوئے اور اس کو مستقل بخت کا حلیہ ہے ہوئے (تسلیم کرتے ہیں ایسا نہیں ہے۔

وہاں آج۔ اور اصحاب حال نفس ہوتے ہیں حکم میں جس کا بخت کی دلیل شرعی سے معلوم ہو چکا اس کے بعد اس کے حق ہونے میں شک واضح ہو چکا ہو اور اس کے کراس کے ہوا اور ہم چاہے کوئی دلیل قائم ہو اور دیکھو اس میں اختلاف کرنے کے ساتھ میں بننا احمس۔ حال ہوا کے حق میں اس حد تک پر موجب حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک سب اس بات پر دل پر دو بخت ہوگی جو کہ کوئی لازم کرے دلی ہو۔

اختلاف سے روک دیا کہ بخت موجب نہیں ہوگی۔ حقیقت یہ کہ اس پر جو اثر ہوتا ہے اس کا رد کر کے۔

وفائدة اختلاف يظهر لهما ذكره بقوله حتى قلب في الشخص إذا بيع من العذر، وطلب التبرك الشفعة لأنكر المشترى ملك الطالب في مالي يده، أي في السهم الآخر الذي في يده، ويعول أنه بالإعارة عندك. إن القول لوجه في قول المشعور ولا تصح الشفعة إلا بيننا، لأن نصيب يمتنع بالأصل، وبأن اليد دليل الملك ظاهر، والظاهر يصلح لفتح العذر، لا لأنهم الشفعة هي المشترى في المالي، وقال القاضي تجب بغير الشفعة، لأن الظاهر عنده يصلح للفتح والإلزام جميعاً لما عاهد الشفعة من المشترى جبراً، ولما وضع المسألة في الشخص لفتح في عهده الشفعة، إذ هو لا يقول بالشفعة هي المحذور، وعنى هذا القائل المفسر. إنه حي في مال قسمه فلا يقسم ماله بين ورثته، وعنى في مال غيره فلا يرث من مال مورثه، لأن حجة المستصحب التحال، وهو يصلح



دخول بعض الحایات مع عدم دخول بعضها فلنا له مل بمسائل المتنازع فیہ من ائی  
 النیل؟ فین ر۔ اعلیٰ۔ فلدال متک رجاء العلم وین فلان لا اعلیٰ لند المریدہ  
 وعدم القلیل معہ وهو لا یكون حجة علیہ والاحتجاج بما لا یستقل إلا بوضع یقع بہ  
 الفرق عطف علی ما فیہ ائی مثل الاطراد فی عدم صلاحیہ للقلیل المتسک بہ الأمر  
 الجامع لدی لا یستقل بمعہ فی اثبات الحكم، إلا ما یضام وصف یقع بہ الفرق بین  
 الأصل والفرع حیث لم یوجد هو فی الفرع، کتوہ فی حسی الذکر ائی قولی انشاء فی جعل  
 من الذکر لعل فی صرہ ایلہ من الفرع لکان حلقاً کما یزیدہ وهو یزید فہذا فیاس  
 فاسد لاسہ و لم یعتبر فی السیس علیہ فیہ الیون کان فیس السی علی نفسه وهو  
 خلاف، وإن اعتبر فیہ ذلک القید لکان بین الأصل والفرع، بذلی الأصل المتضمن  
 هو الیون، ولم یزید فی الفرع، ولذا عارضہذا فیاس الحلیۃ معروضۃ السادس بالتمسک  
 فلدالو ائی اللہ تعالیٰ مدح المستحسین بالماء لى قوله: ﴿فَیْزِجْ لَیْزِجْ لَیْزِجْ لَیْزِجْ لَیْزِجْ لَیْزِجْ﴾  
 ولا شک فی فیہ من الفرع، لکن قال حلقاً لئلا مدحہم بہ، وقد کما تری

(ترجمہ و تشریح) جان ماریت کا حلقہ فی سبیل دینی پر ہے۔ کسی احتجاج کا حرج ان کا، جس پر ہم حجت  
 میں امر کے کسی سے، احتجاج ضرور اس لئے کا مطلب اور مطلب ہے کہ بعد اس میں جس میں  
 و تشریح کے ساتھ کہ جس میں ہر ائی فقرہ پر ہے اور پر حمل کے حکم میں اصل اور سکتا ہے اس میں  
 اس میں کہ کتاب سے ہر ہر حضرت نام اور کو حلقہ عدم وجوب کے کالی میں کہ مانی میں قیادت داخل نہیں ہے۔ کس اور  
 دوسری مثال جو حلقہ کے حکم میں داخل نہیں ہوتی یہ حلقہ فی نفس شہود ایع اور یہ سب یہ صحت ہوتی تو شک کیا گیا اور  
 شک سے وجوب کا حکم میں صحت ہوا کہ حضرت امام زکریا حلقہ بکریہ میں اور (مناقض) البکر و س کے ہے بلکہ قاعدہ ہے  
 اسی سے کہ شک ایک امر حیات ہے جس پر دلیل قریبہ امر کی ہے صحت ہے اور اگر یہ کہانے کہ شک کی دلیل ہے  
 محدود اس لئے۔ تو لہذا یہ حلقہ وجوب سے یہ وجوب ہوگا اور اور حادث ہے جس پر کس حکم میں ضروری ہے صحت ہے۔  
 بھر کہ یہ حلقہ کہ خدا کی اولاد کی دلیل ہے۔ دخول بعض العیال مع عدم دخول بعضها (انہی عیال کا بعض  
 عناصر میں ہوتا ہے اور جس کے بعض حصہ اس میں ہوتا ہے یہ قول اختلاف کی باب سے سوال کیا جائے گا کہ کیا آپ کو معلوم  
 ہے کہ تبارغ یہ کس نوع میں ہے؟ بعض غایت سے دوسرے میں سے ہے یا غایت شہد میں سے؟ اس پر اگر جواب نہ  
 دے گا کہ معلوم ہے۔ ظاہر اکل ہو سکتا ہے اور نہیں حاصل ہو جائے گا کہ اگر یہ جواب کہ معلوم نہیں تو اس سے حکم علم اور  
 قرار کیا حکم علم کا ترک کر کے اصول اکل کا قرار اگر شک وجوب ظاہر ہے کہ اس صورت میں وہاں خلاف پر بحث نہیں ہو سکتا۔

الاحتجاج مع۔ کہ کا حلقہ کی تسلسل یعنی پر ہے جس میں طرح امر اس حیت میں کہ اس طرح کا احتجاج  
 سداً مستقل مع کس ملامت ہو کہ کما دیکھتے ہیں اس سے کہ کیا جائے کہ وہاں احتجاج ہے کا مطلب یہ ہے کہ حجاج  
 جامع جس کی ائی دان کوئی مشکل حلیت میں حکم کے اثبات کی بھر کہ حصہ کے التمام کی ہے کہ اس وجہ سے اصل

میں یہ کہتا رہا (میں نے) کیا یہ حق یا باطل ہو گا۔ یہ طویل اور عمدہ جملہ ہے۔ وہ اس کی بے بسی اور  
اس کے شک و شبہ کی وجہ سے ہے۔

یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور  
اس کے شک و شبہ کی وجہ سے یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور  
اس کے شک و شبہ کی وجہ سے یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور  
اس کے شک و شبہ کی وجہ سے یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور

یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور  
اس کے شک و شبہ کی وجہ سے یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور  
اس کے شک و شبہ کی وجہ سے یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور  
اس کے شک و شبہ کی وجہ سے یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور

یہ کہتا رہا کہ اگرچہ اس کا شک و شبہ تھا کہ یہ حق ہے یا باطل، مگر اس کی بے بسی اور

والا احتجاج بالحق صحت مختلف ہے، مختلف محلی مانند، محلی لاصح ذیل عدم

صلاحتہ الدلیل الاحتجاج بالبرہان الدلی مختلف فی کثرہ علیا علیہ لکنہ لاسد کثرتہم

فی الذلکہ اہل الدلی الشاعری فی عدم حرر الکتابہ الحارۃ ای علیہ ذایع من الکفر

ان فی اعدای حقہ انہما من کتاب الکفر لکنہ لاسد کثرتہم لکنہ لاسد کثرتہم

العیاض غیر نام، لکن لاسد الکتابہ بانہما من ہر لاسد لاسد لاسد لاسد

الکفر والکتابہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد

لکنہ لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد لاسد













۱۔ ساری بنیاد جس پر یہ مضمون لکھا گیا کہ تاسی فدیہ کے بغیر درست ہو گا تو یہ بھی درست نہ ہو گا کہ اس فدیہ کے حصول پر درست ہو گا کہ اب یہ لازم (مردم) کے لئے ضروری ہے۔

۲۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تاسی کیلئے فدیہ لازم نہیں بلکہ جائز (مختار لازم) ہے۔

۳۔ مثلاً: اگر کوئی مرد چاندی میں حرمت جوئی کیسے شریف کے ساتھ قلیل کرنا اس وجہ سے کہ یہ قیمت میں دونوں ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص ہو سکتی ہے کہ وہ اس کی کوئی شے میں بیچے اس کو لے لیا۔ یہی حاصل ہے۔ اگر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فدیہ عمر واجب نہیں کرتے ہیں۔ صرف علیل فدیہ پر علیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اس کی صحت (بالاعراض) اس وقت ہے جو صحت میں ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص کو سرفہ کر دیا جائے تو اس کی صحت ہی ہونے کی صحت پر فحش ہو گا۔ اور ملازم جائے گا؟

۴۔ اگر کوئی شخص اس کی صحت میں غصہ ہو تو عیال ہے اس کے صحت ہونے کی صحت پر بلکہ وہ سرفہ ہے صحت کے مزاج ہونے پر فحش (مفید) مثلاً: اس امر کے بعد وہ ملازم ہو جائے گا۔

۵۔ اگر کوئی شخص اس کی صحت میں غصہ ہو تو عیال ہے اس کے صحت ہونے کی صحت پر بلکہ وہ سرفہ ہے صحت کے مزاج ہونے پر فحش (مفید) مثلاً: اس امر کے بعد وہ ملازم ہو جائے گا۔

۶۔ اگر کوئی شخص اس کی صحت میں غصہ ہو تو عیال ہے اس کے صحت ہونے کی صحت پر بلکہ وہ سرفہ ہے صحت کے مزاج ہونے پر فحش (مفید) مثلاً: اس امر کے بعد وہ ملازم ہو جائے گا۔

۷۔ اگر کوئی شخص اس کی صحت میں غصہ ہو تو عیال ہے اس کے صحت ہونے کی صحت پر بلکہ وہ سرفہ ہے صحت کے مزاج ہونے پر فحش (مفید) مثلاً: اس امر کے بعد وہ ملازم ہو جائے گا۔

۸۔ اگر کوئی شخص اس کی صحت میں غصہ ہو تو عیال ہے اس کے صحت ہونے کی صحت پر بلکہ وہ سرفہ ہے صحت کے مزاج ہونے پر فحش (مفید) مثلاً: اس امر کے بعد وہ ملازم ہو جائے گا۔

۹۔ اگر کوئی شخص اس کی صحت میں غصہ ہو تو عیال ہے اس کے صحت ہونے کی صحت پر بلکہ وہ سرفہ ہے صحت کے مزاج ہونے پر فحش (مفید) مثلاً: اس امر کے بعد وہ ملازم ہو جائے گا۔

قسم الدراسات والبحوث

﴿فقہائے حنفیہ کے زور پر متحسنان کی حقیقت﴾

[illegible]

اختیار کی مختلف تقریقات نام مسلم لوگوں کے اصحاب سے متبادلاتے ہوئے ہیں یہاں تک اختیار میں  
 فقہ سے مختلف فتوایں ملتی ہیں۔ چنانچہ بعض سے کسی کو خیر ہے یا عذاب کی تکلیف ہے کسی کو مسامحہ و مروت ہے۔ یہاں تک  
 قیاس کی طرف رجوع کرنے کا ہر شخص نے ہر طرف ملاحظہ کیے کے بعد کو احکامات کے بعض مسائل اور فیہ میں متبادلاتے  
 صرف قیاس کی طرف رجوع ہے جس میں ہر شخص نے ہر طرف ملاحظہ کیے کے بعد کو احکامات کے بعض مسائل اور فیہ میں متبادلاتے  
 اور بعض کے خلاف ہے

[illegible][illegible]

عہدہ۔ افسانہ کی چرخہ کی ۔ دو گئی خیر یا کسی شہر کی ۔ یعنی میں جو آیت یا شریعتی ہے ۔  
 یا کسی سے گئی اسی کے عہدہ کا گھر ۔ اسی کے عہدہ کا گھر ۔ اسی کے عہدہ کا گھر ۔ اسی کے عہدہ کا گھر ۔  
 صحت سے گئی کے عہدہ کا گھر ۔ اسی کے عہدہ کا گھر ۔ اسی کے عہدہ کا گھر ۔ اسی کے عہدہ کا گھر ۔



منا سے دو جگہ حالت ۔ ماحول متصل " نے کسی حد تک ہوا اور اہل گنجی میں پلے جانے کے بعد بھی ہوا ہے ۔  
 کا۔ لہذا تو کسی کے لئے ان کی طرف سے دوسری باتیں ممکن ہیں مگر ضرورت عار سے کچھ عقیدہ کے پاس کو نظر انداز کرنا اور  
 اتصال کی حد پر نہایت ناموافق ہے ۔ ہاں اگر ضرورت کی کتاب شری کے ساتھ اس کے ساتھ قرار کی جاسکتی ہے ۔

کیجی ہے کہ کتبہ کے متعلق یہ ہے ۔ تندرستی میں بڑا کچھنے کی حد میں کسی کی ہے جس کا کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ نیز  
 یہ کہ لفظ شری یا اصل لفظ کے ساتھ یہ لفظ اس کے ساتھ ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔  
 یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔

یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔  
 یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔  
 یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔

یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔  
 یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔  
 یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔

یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔  
 یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔  
 یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔

یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔ یہ کہ لفظ کتبہ میں مذکور ہے ۔



























حاجہ: نہیں بلکہ اگر وہ یہ کہہ دے کہ آپ تمام برکتیں اپنی ہیں،

میں نے جب کہ سنا کہ اظہارِ کرم و محبت نے خواب میں قولِ میر تقی میر، ہوا ہے گا دیں کرنا، اذقوا فی صحتی صحت جو جنتی ہو یا تو یہاں کے قول کو امانت لیں، میر کی کہ (سینکڑوں شخص یہ یہ کہیں گے اس کے ہر لفظ کو اُتر جائے گا۔) ہر جو رہا کرتا ہے، کیا تو جنت کی صحت ناقص ہر شخص کے لئے اور محمد کے لئے اور محمد کے قول کو صحت کر لیا جائے گا۔

ويقال ذلك في المصنفين المتقدمين فإنه صاحب المذهب في حلقه بالإكراه أو في اليوم أنه يفسد الصوم، لغوات وكفه، وهو لإسكان وبقدر عليه التضييق، فإنه لا يفسد صومه مع قوت ركنه خفيفة، فيجب عن هذا التضييق كل واحد من واحد من جزئيه تخصيصه، لأنه على طين وأيه ليس تمييز خصوصه على العلة قال: يمنع حكمه هذا البطلان لثمة المانع، وهو الأثر على قوله عليه السلام: أتم على صومك طالما أطعمت كذا، وسألك مع بقائه المذهب، وقلنا يمنع الحكم لعدم العلة بكونه لم يفسد، لأن فعل الناس منسوب إلى صاحب الشرع، فسقط عنه معنى المجتاهد، وبقي الصوم لبقائه، وكفه لا يمنع مع قوت ركنه كما زعم مجرور تخصيصه بالعلة، فحينما ما حرمه الترخيم، بلقاء للحكم ذيل على عدم إعلانه، وبقي على هذا، أي على بحث تخصيصه بالعلّة بالمعنى القسم المراجع، وهي خمسة مانع يمنع انعقاد العدة كبيع الحر، فإنه إذا باع الحر لا يتقيد بالبيع شرعاً وإن كان صورته، ومانع يمنع تمام العدة كبيع عبد الغير بالإجارة، فإنه يتقيد شرعاً بمرور التملك، ولكنه لا يتم ما به يوجد رضاء المالك، وعند بعض الفقهاء من قبل تخصيصه بالعلّة ما سألنا من فخر الإسلام، لأن التخصيص هو تحلف الحكم مع جرد العلة، وهنا لم يرد جرد العلة إلا أن يقال: إنها وحقت ضرورة، وإن لم تعتبر سرعاً، ولهذا قيل صاحب المذهب على أن جملة ما وجب عدم الحكم خمسة لا يرد عن هذا الاعتراض، ومانع يمنع ابتداء الحكم كبيع الشرط في البيع، فإنه يثبت العدة بتسليمها، ولكن لم يثبت الحكم، وهو المالك للمعيار، ومانع يمنع تمام الحكم كبيع الرزق، فإنه لا يصح لزوم التملك، ولكنه لم يتم منه، ولهذا يتمكن من له لغيره من طبع العدة بطون قصه أو رضاء، ومانع يمنع لزوم الحكم كبيع العبد، فإنه لا يمنع لزوم التملك ولا لتمامه حتى يتمكن المشتري من التصرف في المبيع، ولا يتمكن من الفسخ بدون إرضاء أو رضاء، ولكنه يصح بوجهه لأن له ولاية الرد والفسخ، فلا يكون لازماً.

(توجہ و تشریح)۔ یہاں دیکھو کہ اس میں کون سا کلمہ یا کلموں کا بیان (عبارت) خط کشی میں غلط ہے۔ وہ کلمہ دہرے میں

ہمارے اندر عظمت و ارادے بڑھانے کے لیے اس صورت میں ضروری ہے۔

حضرت دم۔ اگر کوئی روزہ دار کے سر پر کسی چیز کے ساتھ یا حالِ بندہ میں اپنی بی بی کا تو روزہ نافذ نہ ہوگا۔

رکن طہارت اور چھ کارور اور فصل بارگاہی ماساک ہے اس پر و اشکال ہوتا ہے کہ کسی کارور و دیگر فرقہ حالانکہ یہاں بھی رکن صوم  
نوت ہو گیا

جواب :- یہ جواب ہوا چھ ضرورت کی وجہ سے ہے نہ ضرورت تخصیص طہارت کے ہر رکن کے تو کسی پیر فرمایا کہ اس شخص  
کا علم اسی مسئلہ کی ہے کہ علم میں متفق نہ ہو اور واضح میں ہے کہ طہارت اسلام میں علی صومعت مع ہر یار شہد طہارت  
باقی رکھنے کے ساتھ ہے۔ ہم نے یہ کیا کہ (جواب دیا) کسی میں چونکہ علم متفق ہے طہارت کے طریقہ کی وجہ سے (اور وہ طہارت کی  
نوت ہو گئی ہے) مگر وہ اس سے ایسا ہی نہیں کیا۔ اس وجہ سے کہ کسی کا فعل منسوب ہے اسے صاحب شرع ہر فرقہ طہارت کی  
جانب۔ لہذا اس سے قصور کے سوا کوئی تہ نہ ہو کہ وہ درجہ اول باقی رہے اس کے دلی دینے کی وجہ سے کہ کہ طہارت کی وجہ سے  
ہر فرقہ اس کے رکن کے نوت بھٹنے کے بھی جیسا کہ ہر فرقہ کی وہ اسے ہے جو صومعت کی تخصیص سے ہوتا ہے کمال ہیں۔  
۱۲۔ سے نہ ہو یکہ علی امر رسل ہے ہم ملت پر کسی کو ہر ضرورت نے علم کیلئے مان کر رہا ہے وہاں تخصیص طہارت کی بحث ہے  
موانع کی قسم کو کما کر ہے اس کی پہلی قسم میں کسی بھی نوع کی پہلی قسم میں ہیں

(۱) صانع یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
(۲) صانع یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
فراموشی نہ ہو کہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
وقت تک تک تمام رکن کی۔

و بعد من بعد فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
سے ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
(۳) صانع یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
لیا رتہ ہو گیا ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
(۴) صانع یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
اس وجہ سے کہ ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
نوع کر گئی ہے۔

(۱) صانع یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
نوع کر گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
نوع کر گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
نوع کر گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہر فرقہ طہارت کیلئے فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی

قسم لیس قسم فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
شمال قسم فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
قسم لیس قسم فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی  
قسم لیس قسم فیضان شفاء اور کمال کر چھ ضرورت طہارت سے ہر فرقہ طہارت کی















السوق لا يخرج واحدا لا مثلك بالاجماع. ولي تقويت جسم الجمعية بقرائن، ثوبان فساد  
الوضع لا يمنع علي قطعه الموانر اصلا















اسی طرح دلیلاً علی عدم مبرم یا مشروع فی النفس، وهو عدم انضمام فی الفلاسفہ  
عقلہ لاسم، السور والشرع، ویلزم من انوار و مشروع، لکن ان قلباً من هذه الحقیقة،  
وایضا کان هذا القلب جریماً، لانه ما فی شریح بعض الاسم اعنی المبرم یا مشروع  
من فی بالاسماء العلویہ، وانی لا استزاء معنی کون ذرو لا فی الواقع من حیث  
کونہ فیبر لایم یا مشروع، و فی النفس من حیث کونہ لا یخاف بعدا و سی هذا  
عکسہ، ی شہبہا بالمعکس، لا عکسہا حقیقہ، لأن المعکس الحقیقی هو راد الشیء علی  
سنة الاثر کما یقال فی لرب ما یلزم بالبلل مبرم یا مشروع، کما یصح، واما لا یلزم بالبلل لا  
یلزم یا مشروع کذا مضمونہ، واما یصلح بلل صریح علی ما سبقت، لأن ما یلزم و یستلزم  
اولی مقایرہ و لا یستلزم، بل ما لکان و ذی شئ علی حدیث مستہ الاثر کما یلزم و یستلزم  
فی القلب شہبہ بالمعکس، واما جعلہ عکس اتیاناً لفخر الإسلام.

**(توضیح و تشریح)**۔ جس حضرات تائید سے پہلے کہ جب کسی صفت میں کسی صفت کی کمی ہوگی  
و کما صریحاً ہے۔ (جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) "و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ  
کونہ فیہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے حضرات تائید سے وصف میں ہم ماضی میں لے آئے، کہ  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے

و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے  
و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے

و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے

و انزلنا من السماء ماء فاحیث یشاء نریہ من عدم ہوا سے کہ جس طرح انہوں نے یہ پڑھا، اسے













تکثر برکت ہے مگر، اہل حق بھی وہ حقائق کا سہارا لے گا، ان سے کہہ رہا تھا اہل حق نے اپنے سے  
 مانجھ رہا تھا۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کی طرف اشارہ (اور اشارہ کرنے کی ہے) وہ ان کے پاس  
 نہیں تھے۔ ان حقائق کا وہ علم نہ تھا۔

وکل کلام صحیح فی لاصل، ائی می اصل وضعہ وحوہ و لکن بدکر علی سبیل  
 التصدیقہ النی می ہنظرة عند اهل الاصول فاذا كره علی سبیل المماجة لمخرج علی سبیل  
 التصدیقہ می حیر الصدقہ و يكون مضموناً فاصلاً ووصفه بما واما بدکر هذه القاعدة فمما  
 لأن التصدیقہ فی حلة الاصل می المستحالة بالمعارضة عنهم، لانه انی المسائل بطله يقع بد  
 الفرق بین لاصل و التفرع، وهو فاصلة عند الأكثر، فوذا لانی المسائل بکلام بطبق مقبول فی  
 صسر هذه المعارضة المستحالة، فلا بد ان بدکر ذلك الکلام بعینه فی صسر ائمته  
 يكون ذلك الکلام مقبولاً بمقتضاه واصله واما، مثله ما قال الشافعی فی، عنانی انزل  
 اعمد المبرهون، به لا یبعد، باعتاده، لأن الاعتناء بصرف من الراس ینافی علی الترتیب  
 بالإیمان، لکن ما ظلاً کما یصح، لیس حوزاً لمعارضة لال فی جوابه، لا الاعتناء لیس  
 کما یصح، لأن التبع بحسب الفصح والحق لا یحصله، فلا یصح التفتیش، وهذا الفرق هو  
 المعارضة فی حلة الاصل، لأن مقتضاه یلزم به عدم جواز طرح می کونه محتضراً  
 لم یصح بد، واما هو، فوذا، ان کان متولاً فی بعضه لکنه لما جاء به السائل علی  
 سبیل تمعارضة لا یقبل منه، فکان حقه ان یورد من علی سبیل المماجة بقول لا یسم  
 ان الإعتناء کما یصح، فلی حکم التبع علی احواله، یرویه لهما بجمود لیس له  
 الإبطال، واما فی الاعتناء بصلحاً ما لا یجوز لیس بعد لیس، حتی لو جاز الترتیب  
 لا یبعد بمقتضاه عندک

**ترجمہ و تفسیر:** ہر کلام جو اصل میں درست ہے، مگر اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو اس کا ساتھ نہیں ہیں۔  
 اگرچہ یہ چیزیں اس کے خلاف ہوتی ہیں، مگر یہ چیزیں اس کے ساتھ ہیں، اور اس کے ساتھ ہیں۔  
 کام کو اس سبب سے لے کر، اور اگرچہ اس کے ساتھ ہیں، مگر اس کے ساتھ ہیں۔  
 اس کے ساتھ ہیں، اور اس کے ساتھ ہیں۔

و اما، اگرچہ اس کے ساتھ ہیں، مگر اس کے ساتھ ہیں۔  
 کے ساتھ ہیں، اور اس کے ساتھ ہیں۔  
 کے ساتھ ہیں، اور اس کے ساتھ ہیں۔  
 کے ساتھ ہیں، اور اس کے ساتھ ہیں۔





کی اور دوسرے کا کائنات کیا تو ان دونوں زمینوں میں سے ایک زمین یا دوسری سے کہ صحت کی مست اس کی بنیاد چاہی ہو  
ہیسا کہ مثال مذکورہ میں چار (کائنات) کا حال ہے وہی ہے کہ پھر قبہ (گردن) انسان کا تصور میں ہو سکتا ہے اور یہ  
(ا) کے تصور میں جاسکتا ہے۔

دکھائی دے کہ کسی مشترک حقیقی میں دو صفتیں ہوں گی جن میں سے ایک کا حصہ کم اور دوسرے کا زیادہ ہے تو کسی نے یہاں جو  
شی میں وہ اس مشترک ہے (ذکرہ) اور چنانچہ اس میں سے ایک حصہ وہ ایک مکان مشترک ہے جس میں اس سے  
اس میں ایک قسمی کچھ اس میں خلیت چھتہ تصور دوسرے کا نصف ہو دوسرے کا ایک چوتھی تو نصف والے حصہ سے  
گردن کا تصور دے کر، (یعنی اپنے حصہ میں) اور باقی دونوں کے اسے خلیت کا مطالعہ کر دیا۔

تا کر کہ یہ مکان دونوں کے وہاں اس میں مشترک ہو جائے اس میں برابر خلیت تقسیم ہوگی اور حضرت امام  
شبلی نے اس کے ایک ہی (مصورہ) ذکرہ وہی (کو تو تنہا) پر تقسیم کیا جائے گا کہ کو کثیرہ خلیت کے توفیق اور مطالعہ سے  
توفیق، خلیت سے وہ ملکیت کی صورت میں اس کو تقسیم کیا جائے گا۔

وہ صاحب اور مسئلہ مذکورہ چوں کہ کسی میں کسی ہی طرح سے اجزاء کیا ہے کہ چاہی کسی خلیت میں برابر کے ملک  
ہوں گے۔ اگرچہ ایک بڑی کا چاروں (بڑی) کم ہو دوسرے کا چوں کہ وہ اور حضرت امام شبلی نے تقسیم کے نزدیک  
بڑی کا خلیت چاروں میں ہے۔

تفسیر۔ مگر کے ساتھ حصہ، جائیداد مشترکہ میں جتنی۔ الشیخ میر تقی میر، صاحب شمس، وہاں سے ہے۔  
شعار ہے۔ میں مشترک رہا تو کوشش تمام کسی کے کہ وہ کسی کے کہ وہ ہے۔

وما یصلح بہ الفروع جمیع ای سر جمیع احد الفروع علی الاغوار بعد بلوۃ الاثر  
کیا لا یستعان فی مفرغہ القیاس، والاکثر فی الامتداد انوی، فیرجع علیہ، فی قول  
فعلی هذا جرم ان یشکر المشاہد لأعین راسخا علی العادل، لأن اثره أقوى؟ حبیب یأثرا لا  
سلم ان المعاد تختلف بالریادة والتفصیل، فینہا عبارة عن الامر جاز من معظورات  
الطیب بالاعتراف عن الکبیر وعدم الإصرار علی الصفا، وهو امر محض لا یستعد،  
وإما الاختلاف فی القوی، وبلوۃ قیادہ فی ذات الوصف علی المحکم المبتدئ بہ یشکر  
وصفہ اقرم للمحکم المتعلق بہ من وصف القیاس الآخر کقولنا فی صوم رمضان یتعین  
من جماعت سلمہ تعالیٰ، فلا یجب التبعین عن احد فی البتہ اولی من قولهم صوم فرض،  
لیسب تبیین البتہ فیہ کصوم الفضا، لأن هذا فی وصف الفرضیۃ الذی لورده الشفہی  
مخصوص فی الصوم، بخلاف الصبیح الذی أورثناه، فقد تعدی الی التوابع والمصوب،  
وردة المبیع فی صبیح الصامد، ای بإثارة التوابع الی العالک، والمقصوب إلیه، أو ردة  
المبیع الف مد الی الیوم مانی حبة کلفت بخرج حر المعیلة، ولا یشتط تعین المبیع من  
حسب کتبہ وریعة أو غصباً أو بیعاً فاسداً؛ لأنه متعین لا یجتمعل لوردة بجهة اخرى، لیکون







اور وہ سب پر اس مردہ کفر کی قیمت کا صلہ واجب (گاہت در رم) کہو ہے گا پختہ اب بدترقی کی دو قسم میں تقاضا  
ہو چکا ہے یعنی اگر اصل شاعری جانب ظہور کی ہے تو کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اپنے توجہ سے اس مسئلہ پر غور کریں  
اور اگر وہ اس بات سے غافل ہو جائے تو کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اس کی غارت کر دیں۔ اور اگر وہ اس  
دلیل پر غور کرے کہ غاصب کا کلمہ غاصب ہے تو کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اس کی غارت کر دیں۔ اور اگر وہ اس  
صورت کو نہ دیکھے کہ یہ کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اس کی غارت کر دیں۔ اور اگر وہ اس  
دو گانہ غاصب کا کلمہ غاصب دیکھے تو کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اس کی غارت کر دیں۔ اور اگر وہ اس  
دفعہ کے دیکھے کہ کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اس کی غارت کر دیں۔ اور اگر وہ اس  
ایک دیکھے کہ کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اس کی غارت کر دیں۔ اور اگر وہ اس  
اصل میں دیکھے کہ کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اس کی غارت کر دیں۔ اور اگر وہ اس  
اوں سے بھی غافل نہ ہو کہ کفار سب پر واجب ہے کہ وہ اس کی غارت کر دیں۔

ولما فرغ من بيان اثبات جملة الفصححة شروع في القاسمة فقلل من صحيح بطلان  
الاشياء وبالعصوم. وهذا الارصاد فسد غشقا. وقد ذهب إلى صحة كل منها الإجماع  
الشافعي، فسدان غلة الأشياء قول الشافعية إن الأحكام يستلزم الولد من حيث  
المحرمية فقط. ويشبه ابن القوي وجوه كثيرة. وهي جواز بطلان الركاكة من مهنما  
بالأحو. وحسن نكاح حليله من مهنما للأحو. وقبول شهادة من مهنما للأحو. فيكون التحلل  
بمهن القسم الأولي. فلا يعلق على الأحكام إلا ملكه. وهذا هو بصيرة توجيع أحد التوابع  
مقبول آخر وقد عرفت بطلان. ومثال العموم قول الشافعية إن وصف خطبه في حرمه  
البراءة الأولى من قهر والجبن. لأنه يعم الفليل وهو الحليل. ونكته وهو الكبر. والتحليل  
بالكيل لا ينافي إلا الكثير. وهذا باطل عندنا. لأنه لما جاز عنه التحليل بالعللة القاصرة.  
فلا وجهان للعموم عبي. وهو صريح. ولأن بوصف بصيرة النص. وفي النص العاص  
واسع عنه عبي العام. فيمكن أن يكون مهنما أيضا كذلك. ومثال فقه الأوصاف فن  
الشافعية إن العموم وحده أو اسمية وحده قليل. فيفضل على الفهم والجس الذي قلتم  
به صحة. وهذا باطل عندنا. لأن التوجيع للتكثير دون اللغة والكثرة لرب غلة ذات  
جوهر القوي لم التكثير من غلة ذات جزء واحد.

(توضیح و تفسیر)۔۔۔ جوہر تنگہ سے فراموش کے بعد توجہ سے دیکھا جائے گا کہ اس سے توجہ سے دیکھا جائے گا۔  
و اس صریح ہے (اشیاء کے تعلق سے توجہ سے دیکھا جائے گا۔ (۱۰) صریح ہے توجہ سے دیکھا جائے گا۔ (۳) ملک اسلاف کی سب سے  
ترجیح دینا۔ صرف کے ایک یہ رسالہ میں توجہ سے دیکھا جائے گا۔ (۱۰) صریح ہے توجہ سے دیکھا جائے گا۔ (۳) ملک اسلاف کی سب سے  
فراموش ہے۔ جوہر تنگہ سے فراموش کے بعد توجہ سے دیکھا جائے گا۔ (۱۰) صریح ہے توجہ سے دیکھا جائے گا۔ (۳) ملک اسلاف کی سب سے



































سے کہتے ہیں کہ تسمیہ شریعت پر ہی ہونے کیلئے ہے۔ مجھ میں کسی سے پرہیز کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے وہ بھی ہو جائے۔  
 بعد ازیں یہی حکم جاری کیا کہ تسمیہ شریعت نہ ہوگا اور اسی طرح حق میں غیر حق میں نہ ہوگا اور اس سے ہوگا یعنی تسمیہ شریعت کی ضرورت  
 میں کفار واجب نہیں ہونا بلکہ جب اس قسم کے خلاف کرے گا تب کفار واجب ہوگا۔ ایسی ہی شرط والی صورت میں جو وہ  
 قتل ہوگا کیونکہ تسمیہ شریعت سے روکتا ہے اور علی ما مر سے ہونے کے کنارہ پر تسمیہ شریعت ہوگا اور جہاں کا تسمیہ ہی ہو جائے  
 ہوگا جس پر تسمیہ شریعت سے روکتا ہے اور علی ما مر سے ہونے کے کنارہ پر تسمیہ شریعت ہوگا اور جہاں کا تسمیہ ہی ہو جائے  
 کہ یہ تسمیہ شریعت سے روکتا ہے اور علی ما مر سے ہونے کے کنارہ پر تسمیہ شریعت ہوگا اور جہاں کا تسمیہ ہی ہو جائے  
 جب سے وہ تسمیہ شریعت سے روکتا ہے اور علی ما مر سے ہونے کے کنارہ پر تسمیہ شریعت ہوگا اور جہاں کا تسمیہ ہی ہو جائے  
 اور مسئلہ بالشرط کفار اور جہاں کیلئے فی الحال سب صحیح ہیں۔ البتہ علم کہ اگر کوئی جائے گا تسمیہ شریعت سے روکتا ہے اور علی ما مر سے ہونے کے کنارہ پر تسمیہ شریعت ہوگا اور جہاں کا تسمیہ ہی ہو جائے  
 تک میں کی تفصیل درج رہتا ہے کہ کفار اور جہاں کیلئے فی الحال سب صحیح ہیں۔ البتہ علم کہ اگر کوئی جائے گا تسمیہ شریعت سے روکتا ہے اور علی ما مر سے ہونے کے کنارہ پر تسمیہ شریعت ہوگا اور جہاں کا تسمیہ ہی ہو جائے

وکیفر فی۔ البتہ اگر کوئی تسمیہ شریعت سے روکتا ہے اور علی ما مر سے ہونے کے کنارہ پر تسمیہ شریعت ہوگا اور جہاں کا تسمیہ ہی ہو جائے  
 اور مسئلہ بالشرط کفار اور جہاں کیلئے فی الحال سب صحیح ہیں۔ البتہ علم کہ اگر کوئی جائے گا تسمیہ شریعت سے روکتا ہے اور علی ما مر سے ہونے کے کنارہ پر تسمیہ شریعت ہوگا اور جہاں کا تسمیہ ہی ہو جائے

وشرع الخلاف بیننا وبينهم وهو ما ذكره بقوله: حتى يطلع التمهيد المتعلق بخلاف  
 حمله، ومعلومه ما إذا كان لا يمتنع إن دخلت الدار فانت طالق لئلا يتم طلقها لئلا  
 مسجونه، فزوجت بزوج آخر، ودخل بها وطلقها، ثم عادت إلى الأولى بالكاح، ووجد  
 دخول الدار، ثم تطلق عنها، وتطلق عذر مرة لأن عهده لم يفسد، أنت طالق، وقت  
 الطلاق، إلا مجرداً محضاً، بل له شوب الحقيقة، فلا يطلب محلاً موجوداً بقية بقائه،  
 لأنه يمتنع، ومحلهما دية الخلف، وهي معرفة، فإذا وجد الشرط بعد النكاح الثاني،  
 فكأنه حينئذ قال: أنت طالق، فبلغ الطلاق، وهذا لما كان قوله: أنت طالق، وقت الطلاق  
 موجوداً، مجرداً، لا يشوب الحقيقة، فلا بد من محله موجود كالحقيقة، وقد فلت المحل  
 بالتمهيد، فلا يبقى قوله: أنت طالق، وهذا معنى قوله: لأن لكل واحد من الشبه لا يمتنع  
 إلا في محله كالحقيقة لا نستطيع عن المحل، فإذا فلت المحل بطل، والمحاصل: أن الشبهة  
 لا تجري مجرى الحقيقة، فنعلم في طلب المحل في أكثر المواضع احتياطاً، كما في مقصود، فإن  
 الأصل فيه الرد، ثم التضمن في القيمة أو المثل بعد التلاك، ولكن مع وجود التصويب  
 للنصب شبهة رجاء القيمة حتى يمتنع الإبراء من القيمة، والرهو، والكفالة بها حال قيام  
 الدين، ولو لم يكر لها ثبوت بوجه ثالث، صحت هذه الأحكام، فكذا لا يوجب في غير  
 حال التعليل شبهة التمهيد في اقتضاء المعنى، فلو فلت المحل بطل، ووفر لم يتب  
 لهذا التعليل، وقاسي المسألة، لم تذكره عن إذا علق طلاق، مطلقاً، التلاك أو الأجمة















































سبحك بعض ملوك ديرة السعديين وعدد النعماء وندبهم والعبر طرغامه اجود  
لا حرمه وسمنكوا في ذلك فقتله بمرأهم حيث قال له عتيق اكن قد مكنتني  
بملاي مني ، كان هذا القول مخلصا قبل ان ياتي الامراء بكنائهم في ارضي

﴿اہلیت کی بحث﴾

ترجمہ و تخریج: مولانا محمد رفیع - حوت - بعد از مطالعہ حقیقہ جبر نے میں نے  
 مولانا محمد رفیع صاحب نے حوت - بعد از مطالعہ حقیقہ جبر نے میں نے

فصل ثانی۔ در بیان حقیقت و سبب و اثر و معلول و غیره  
در بیان حقیقت و سبب و اثر و معلول و غیره

[illegible]

دوسرے (۱۸) ممبروں نے انکار کیا کہ یہ کمرہ چھٹی سے دسویں طبقہ تک گناہوں کا دھندلاؤ اور تفرقہ

یہ سب کچھ ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ ہے۔

ہے۔ اس کے بعد وہ ایک اور شخص کے ساتھ ملا۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے ایک اور شخص کو ملا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے ایک اور شخص کو ملا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے ایک اور شخص کو ملا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔

ملفوظات مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلی، ج ۱، ص ۱۰۰

















ہے۔ اس آیت میں تو اس واقعہ کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال سے کسی اور شخص کو عین حق میں سے مال دے گا تو اس کے لئے اس مال سے اس شخص کو عین حق میں سے مال دینا واجب ہے۔ اس آیت میں تو اس واقعہ کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال سے کسی اور شخص کو عین حق میں سے مال دے گا تو اس کے لئے اس مال سے اس شخص کو عین حق میں سے مال دینا واجب ہے۔

یہ تیسرا مسئلہ ہے۔

(تیسرا مسئلہ) اگرچہ عین حق میں سے مال دینا واجب ہے مگر اگر کوئی شخص اپنے مال سے کسی اور شخص کو عین حق میں سے مال دے گا تو اس کے لئے اس مال سے اس شخص کو عین حق میں سے مال دینا واجب ہے۔ اس آیت میں تو اس واقعہ کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال سے کسی اور شخص کو عین حق میں سے مال دے گا تو اس کے لئے اس مال سے اس شخص کو عین حق میں سے مال دینا واجب ہے۔

ثم القسم الثاني هو قول وفي الدائر بينهما أي بين البيع والضرر كالبيع وسواء  
 يمسكه براءى الولي لأن البيع وسواء من المفاعلة إن كان ومما كان نقداً وإن كان  
 خسراناً كان ضرراً وأيضاً هو سالب وجانب فلا بد أن يذهب إليه ولو لم يكن حتى يخرج  
 جهة البيع، ليس بالبيع، ليعمل تصرفه بالغير، فالحاشي مع الأجانب كما بعد من الخارج  
 عند أبي حنيفة علقاً لهم، لأنه لا يكون كالبائع عندهما فلا يذهب يمين فالحاشي وإن  
 باشر البيع بالغير فالحاشي مع الولي عن أبي حنيفة، ولو كان في رواية ينفذ وفي رواية لا  
 ينفذ، وهذا كما عندنا وقال القاضي، كان معاً يمكن تحصيله له مباشرة فله لا يعتبر  
 عيونه، أي عذر القبيح فيه كالأسلام والبيع، فإنه يصير مستمراً بسلام إليه، وبولي الولي  
 بيع حاله وشراؤه، فحصر له عيونه ولله فله، ولا يمكن تحصيله مباشرة، ولله يعتبر  
 عيونه فيه كالموصية، فإنه لا ينزله الولي عنها، يعتبر عيونه في الوصية بأعمال الميراث، لأنه  
 يستغنى عن المال بعد الموت، وعندنا في المصلحة، لأنها ضرر محض، وإزالة للملك  
 بطريق التبرع سواء كان بمنزلة غيره، وسواء كان مال البائع أو بعده، واختار أحمد  
 الأعمش، وذلك لما إذا رغب الميراث في الوصية، وخطب الأم عن حق المصنفات إلى سبيح  
 منسب، فبعد ذلك يتخير الولد عند اختيار أبيهما شاء، لأن الميراث خير غلامين  
 الأعمش، وهذا حقيقة لما لا يمكن أن تحصل مباشرة الولي، فحصر عيونه فيه، وعندنا



وہ کہتا تھا، اور قیادت رکھنے والے اختیار کرنے سے پہلے وہ یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ وہ کس کی دوسری دنیا ہے یا نہ ہو۔

(فقہانہ) شارح رحمہ اللہ نے جو انہیں اس مسئلہ کو حل کرنے سے باز رکھا وہ ان کی شادی سے پہلے ہی ہو چکی۔  
خدا مت دے گا۔

[illegible]

(ترجمہ و تفسیر) - اہلسنت کے بیان سے عرفات کے ہجرت اور نامان قرون طوار سے ہیں کہ ہجرت پر  
معرض ہو سکتے ہیں اور اہلسنت کیلئے طعن اور کدات تکہ کئے ہیں جس سے کہ اہلسنت اپنی حالت پر خود غرور رکھنے والا صواب کہ  
یہ جو جب کہ اہلسنت کو زائل نہ کرتا ہے اور نیز کہ یہ اہلسنت کی اہلسنت کو ختم نہ کرتی ہے، جب تک کہ تکلف حالت قوم پر ہوگا۔  
الاعتراف جس میں کسی شخص کے درمیان وہ کسی ہجرت یا الامور وہ اہلسنت پر خود غرور رکھنے ہیں میں کی ہجرتیں ہیں۔  
(امام کی ہجرت طاری کی ہجرت)

جو وہ بے سہارا ہو ماسر (حافظ) سے بڑھ کر شمار کرے گی جانب سے چھترتا سے اور آسمان میں بھٹکے کو کوئی نصیب دربار مودہ مگر درجہ ہیں۔























اس میں جو چیزیں ہیں، (اس کے اعتبار سے) جسے جو کہ دونوں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
سماعیوں پر جائے، اس پر ہر طرف سے دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
طرفوں پر دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
طرفوں پر دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں

کے یہ۔ البتہ، یہ کہتا ہے، کہ اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
طرفوں پر دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
طرفوں پر دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں

اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
طرفوں پر دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
طرفوں پر دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں

وہو وصف لا یستحق یوسف ورواحاً، لا حق الله تعالى ولا یستحق ان یوصف الله  
بکونه موقوف البعض دون البعض، بخلاف المملک الملام له، فله وصف المبدأ، وصف  
الاعتدالی، ولا یستحق ان یرجع الی باع عباده من نفس حمار مالاً حراماً، ولو ما ع نصف  
العبد یعنی المملک له فی النصف الآخر لا حراماً، وهو اعم من الرقی ان لا یوصف به  
غير الإنسان من العروض دون الرقی، فکلمتی بنی هو عبداً له ایضاً لا یقبل التحریر  
وهو قرة حکمہ بتصریہا بالنسب احلاً للمالکة والولایة من شقیدة و غشاء و عبده  
و کذا الاعتدالی علیہما، ان عبد لیس یوسف ومحمد لیس لا یحرران لان الاعتدالی انساب  
البعض، فلتحق الرق قلبه کقول الاعتدالی متجزیة واعنی البعض، لا یعلم بشان یسبب عقی فی  
کلی، فیلزم ان یقول المملوک والمملکة العلی فی شئی، فیلزم العلی فی دون ذکر لو  
یسبب البعض فی البعض، فیلزم بحری، فلتحق احد معنی قوله لا یحرران الاثر بدون الموقوف  
ان الموقوف بدون الاثر، او مجزی فلتحق، ولی بعض التمسح به، و جد قوله او بحری البعض  
و بحریه لا یخبر عن تغیر دلل ابو حنیفہ به ازالة المملک، وهو مشعره لا یسقط  
الرق، او یقتضی، یعنی حتی یفقد ما یسلم، و کذا لان المملک لا یصرف الا لرب، و من یصرف  
حقه و حقه هو المملک، فلیس للعتدالی دون الرقی، او یصل الی حدی هو حق لله یصلی،  
و کذا یلزم ان المملک بدون الرقی، و یوزن به بنسب فلتحق عقیه بوسطه کثیر، فلیزم

یکون اعتدالی بوسطه المملک

اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
طرفوں پر دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں  
طرفوں پر دیکھا جائے، اس میں جو کہ چاروں طرف سے دیکھا جائے، وہی ہے اس کے لئے جو کہ چاروں













عند الموت بہ محجور عن التصرف من قول المرص، حتی لا يؤثر المرص، مدخل بقوله، بعمر ما يتعلق به، حیث انما يؤثر المرص فیما يتعلق به حق العیو، ولا يؤثر فیما لا يتعلق به حق غیریم وولونه، كالکاح معبر المثل، لانه من الذوابع الاصلیه، وحقیقہم بتعلق فیما بقضی مہاء، بلحق فی الحال کن تصرف بخص المصحح کتلفیہ والمصححان وهو طبع باقل من التکلیف، بد الموت مشکوک فی الحال، وليس فی صحہ هذا تصرف فی الحال حرر، باخذ، لیس فی ان یصح حیثہ

**توضیح و تفسیر:**۔ المرص کا عطف عمر قصر ہے۔ مرض کی قریب۔ اور ایک حالت ہے جو کہ ہر بات کی صورت سے طبیعت کا اثر نہیں ہوتا۔ نہ اور مرض مانی سے عکس حالت سے حق میں صحت جو حکم کیلئے مرض میں ہے مرض کے آسے سے وہ نہیں ہوتی اور اسی طرح معاہدہ کی لگائی (پاکوم) عبادت کے اور یہ کر سکتا ہے، پھر غیر مرض کا کاح اور پانچ، جبکہ کاح دیکھا اور وہ کام جس کا نقل میں کی عبادت کے ساتھ درست ہے، سب ہی تصریف کے۔ نہ کہ نہ طبیعت میں جب وہ وہ ہے، اور نہ اس وقت، بحر خاص ہے تو اس صحت میں مرض کی سبب مرض سے ہوگا، لہذا عبادت کی ضرورت میں پڑے نہ نہ ملنے کے اعتبار سے ہوگی، مگر تمام یہ لکھ چکا ہے جو حالت سے اور پڑ جائے گا، اگر غیر یہ بھی صحت میں ہے (پاکوم) سے ایک کو لکھا ہے اور ایک کو صحت سے لکھا ہے، یہ صحت کے بل میں مرض ہوا، حق کے متعلق ہے، پہلے اس کے مال کے ساتھ حق میں مرض کے بل کے ساتھ ہی کے حقوق (اور اسے ہو جائے) کے عوامی واقعہ سبب مرض ہوگا، لہذا مرض ایک سبب میں جائے گا، مرض پر جو کرے کیلئے بخلاف اسباب میں سے یہ سبب ہی ملے گا، نہ کہ اس کے حق کا نقل اس کے بل کے ساتھ ہی ہے اور اب مرض جو ہو جائے گا، مرض طبع کے مرض کی عبادت کے مطابق (معاہدہ) میں نہ ہوگی جو (اور وہ) کے حق کی عبادت نہ کرنا وکثرت ہے، لیکن یہ سبب ملے اور طبع سے ہوگا، بلکہ اس وقت ہوگا جبکہ اس میں صحت واقع ہوگی جو مرض کا عبادت سے کثرت ہوگا، لہذا اس امر کا علاقہ (اور اس وقت سے قبل اس مرض پر، لیکن یہ عکس کیا جائے گا کہ اس امر کا نقل میں سے لے کر اس امر سے ہے۔ جس میں اندر میں مرض ہوگا، یہ اس میں (اور اس میں) میں جس کے ساتھ مرض ہوگا اور اس کا حق ہے۔ مثلاً کاح، مرض میں جو اس کے سبب میں داخل ہوا، اس میں اس کا حق میں جو اس کے سبب سے جو چیزیں ملے گی، اگر ان میں اس کے ساتھ ہو کر ہے

حق نہ اس عبادت کا نقل میں مدخل ہے کہ ساتھ یہ سبب عبادت کا نقل میں ہوگا، اس سے لکھ مرض میں ہوگا اور اس کے ساتھ کہ اس میں مرض کے حقوق کا نقل سے اور صحت سے صحیح ہے، اس میں (اور اس میں) میں مرض کا کوئی اثر نہیں پڑی، بلکہ اس میں مرض کا نقل میں ہوگا، مثلاً اور اس کے ساتھ ہو جائے گا اس سے کہ اس میں (اور اس میں) میں اس کے سبب مرض ہوگا۔

فصل فی حق، اصل قیاس ہے کہ میں ہی کہ چاہا لی حق کم کہ چاہا اور سہ کے نہ اس میں ہے کہ صحت میں ہے نہیں فی طبع بلکہ مشکوک ہے، ہر فی المال تصرف کرنے میں مرض کی جانب سے اور بل کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ نہ

مستحب کیا ہے کہ یہ تصرف جائز اور معتبر ہو۔



ثم ينقطع إن أصبح إليه، أي إلى النقص عند تحقق الحاجة وما لا يعمل النقص  
جمع كالمتن بالموت، وهو المدبر كالإعطاء واقع على حق عريم أو وراثت بأن اتفق  
عليه من مثله المستغرق بالعلم، أو اتفق هذا ليدفعه على الفلث، الحكم هذا المتفق  
حكم المدبر قبل الموت، فيكون عقد في جميع الأحكام المتعلقة بالحقبة من التكرار  
وبعد الموت يكون حرراً، ويسمى في حديثه للموت والورثة، وأن كان في المال ولاء  
سائدين، أو هو يخرج من الفلث، فينفذ اتفاق في الحال لعدم لعن حتى أحده به بخلاف  
اعتاد التواضع حيث يتطاع، جراب سائل مقدر، وهو الحكم للعلم، إلى الإعطاء لا ينفذ في  
سحال إذا وقع على حق عريم أو وراثت، وقع ذلك يجوزتم اشتاق الطرفين قبلًا موهونا  
بمقتضى به حق لموتهم، لا يجب بأن يوافق الطرفان إنما يتفق لأن حق الطرفين في اليد دون  
الولاية، إلا في الولاية بقي حق الطرفين، وصحة الإعتاق بقية عليه

**(ترجمہ و تشوہ)** منہج۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو حق (برادر و عہدہ) کو دے سکتے ہیں۔  
اور، اشیاء کا مال نہیں، کھیتی باڑی کی موت کے ساتھ حق کو دیا جائے گا۔ مگر حق دے دے کے جو فرض خود  
کے وراثت کے حق پر واقع ہو جائے گا۔ حق مال و اولیٰ میں سے اگر کسی کا حق ختم ہوتا ہے تو اس طرح حق کسی کر کے دے سکتے ہیں کہ  
جو کسی اس میں مرے ہو چکی کہ اس کا مال تمام ہو گیا ہو۔ جس کو مالک نے اپنے حق کے حصہ دے دے پر حق کر دیا ہو  
اور وضع میں باقی صورت کے ایک قسم میں قدر ضرورت ہے کہ اس کو آدہ کہنے کا حق اس سے بھی کر فرض خود کے فرض کی  
فراہم اس حق کی ضرورت کر کے کہ وہ تمام مال، یا کہنے کا مال کو آدہ کر دے جو ایک نہائی مال کے حصہ سے آدہ ختم اس  
تمام کی ہوئی ہے۔ اگر مال کی حالت مرضی ایک جائی سے مال کا صرف کر دے اس کو جائز نہیں بلکہ اس صورت میں اس آدہ خود  
تمام کو شکل دے کر قرار دے دیا جائے گا کہ موت سے قبل جو حکم دے گا اس کا وہی حکم اس کا بھی ہوگا۔ چنانچہ آدہ خود  
تمام بہرہ انکسالات میں جس کا حق ختم سے ہے۔ مگر ضرورت کو وہ شکل کا نہ ہوگی کے ہوگا اور موت کے بعد وہ تمام آدہ  
ہوگا اور سب کر کے تمام خزانہ میں خود مراد کہنے والی موت ہوگی۔

و ساتھ ساتھ اگر اس میں جس کے پاس مال کے حصہ کے برابر مال ہے بلکہ تمام ایک ٹکٹ سے راکھیں ہوتا ہے تو فی  
الحال اس میں اس کے مال کا لال کا حکم ہو جائے گا کہ جس میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کا مال وراثت نہیں ہے۔ بعد ازاں جب یہ  
ایک سوال مقدر کا جواب ہے، تمام مختلف کے ہر ایک اگر تمام کی راکھ ایسی صورت میں واقع ہو جائے کہ اس کے ساتھ کسی  
دوسرے کا حق حقیقی ہو تو وہ راکھ یا راکھ نہیں ہو اگر کسی مرضی کے وجود مختلف نے ہر مرضی ہے۔ اگر مال کے بعد  
میں کو آدہ کر دے اور جب کسی کے ساتھ مرتبہ کا حق حقیقی ہے یا مختلف اس کا جواب دیتے ہیں کہ مرتبہ کا حق سے نقل  
دکھتا ہے، اگر ضرورت کی حالت میں پڑتی ہے۔ اس پر سب دلوں کے حق میں داغ فرق ہو گیا۔ آدہ کو ایسی سب ہوگی۔

والصحيح والنفسي، معطوف على ما قبله، ذكرهما بعد السر من، لا ينفصلان به من حيث  
كونهما علوية، وهذا لا يحدمان، لأهلية الوجوب ولا أهلية الأداء، فكان ينبغي أن



السمال، یعنی تسوی الصلاة و تنوم فی اضطلان و تصایفی علیہ المعالم لا غیر، فإن شئ  
النفس عفا عنه بفضله و کرمه، و ان شاء عقبه بدله و حکمتہ، و هذا هو حال حق اللہ تعالیٰ،  
و اما حق صیاد فلا یخلو إما ان یشاء حقاً للعب علیہ، لوجہاً فی علی القدر و اشار الی الاول  
بمعنیہ، و اما یصرح علیہ لحاحہ غیرہ، قال کان حقاً مطلقاً بالحق یعنی بقائه کامل و ہدیہ  
یعطی بہ حق، لمرئہ، و الامساخر یعطى بہ حق المستاجر، و السبع یعطى بہ حق المسترحہ  
و المریدہ یحسب بہا حق، لمرئہ، و ان حذو الاعیان یا علیہا صاحب الحق ازل من غیرہ  
لندخل فی التوکل، و تقسم علی نغمہ، لمرئہ، و ان کلام دینام یعنی بمعجزہ اللہ حتی  
یقسم الیہ، اوی الی اللہ، حال او ما یزککہ بہ اندم، و هو حق الکھیل یعنی ما لا ینزک  
او کتبہ من معصودہ لا یقی بہ فی اللہ، فلا یطاع فی لولادہ، و یطاع علی الآخرہ

**(تشریح و تفسیر)** حر السرب کا صنف میں انہی پر ہے اور چڑیا آدھا سو ستر مرہاد پر جس سے گیارہ سو  
شہارہ آری صورت ہے اور اسد بخدی نکات کی حالت کے مثال ہے یہاں ہم میں اس کے ساتھ تکلیف فرمائی ہوئی کا  
تعلق ہے چنانچہ کوہ اور حلقہ حالت (حر) و غیرہ بپائی ہوتی ہیں (پائل) جو بانی ہیں اور جس جگہ پائل ہو اس سے مراد  
ساتھ ہونا ہے اور کوہ کو نصیحت کے ساتھ اس جگہ سے دیکھا ہے کہ (وہ اس کو دیکھ کر) کہ کوہ دیکھ کر کہ بعض  
حق اس کا یہ جانی ہے کہ کوہ کوہ کی حالت ہے فعلیت کا اس سے کوئی تعلق نہیں، لہذا وہ اس کو دیکھ کر کہ بعض  
اہم شائے **تکلیف** کا یہی نہیں ہے اور اس اندم کو کہ اس جگہ سے ہے کہ کوہ کا بھی اس سے ہے شکر نہ زور و نہ کے اور اس  
کلیں بھی اختیار ضروری اس سے ہے اور اس ضرور کوہ سے اس کی ہے بل شکر لہذا کہ انہی اور وہ کے کراہت ہے نہ۔ سے  
ساتھ ہونا ہے۔ (اہل) گھر سے ملے، راستہ کو دیکھی تو اس کے کٹے مل میں سے ملے گا یہ بعد سے اور کوہ کی  
دراستی کہ سے اور اس کی شہزادہ اس بل کے تھے کتا اس کے کھائی، تے گا کہ کچھ ہیں، اس اندم کی ترچہ ہیں  
کے کوہ اس کی ہے کہ فعل و کرم کے ساتھ اور اگر وہ بد پتا چاہیں گے تو بد پتا ہیں گے چند بل اور اپنی  
سکھ کے ساتھ۔ یہ تفصیل میں اندم خانی میں ہے اور حق بل و انہی اور اس میں اس کے وہ اور اس کا حق ہے اس کا  
حق اور اس کے ہے۔ بہت صحت **تکلیف** سے بل صورت، اس کی حالت میں بیان فرماتا ہے، و ما دوع علیہ ان  
اور اس کو کہ قیور اس صورت کی ہے جس سے اس کے شرواع سے ہیں۔ جس کا کوہ کی صورت ہے کہ حق تعلق میں کے ساتھ ہے  
(ہیت کے فعل کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے، اس میں کی ہیت کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے، کا۔ شکر لہذا کہ اس کے ساتھ  
مرئہ کے فعل کا فعل کام ہوتا ہے اور وہی نہیں کہ کوہ پر ہے، اس کے ساتھ جو کوہ کوہ کی صورت ہے اور اس کی اس کے ساتھ  
شرکی کا حق ثابت ہوتا ہے بل وہ ہیت کا اس کے ساتھ گئے، اسے (نصف) اکثر اسے ہوتا ہے، جس میں بیان کیا گیا تھا  
تھو (نصف) انہی و اس کے ساتھ (اور) اور اس میں اس کا حق نہیں اس میں اس کے ساتھ

وہ کس کا ہے اور کوہ کی ہے تو یہ تعلق نہیں ہیت کے کوہ کی ہیت کے ساتھ اس کے ساتھ ہے حق شمولیت  
انہی کے ساتھ (وہ کوہ کے ساتھ ہے اس کے ساتھ بل کے ساتھ) اس کے ساتھ کوہ کے ساتھ ہے

و اس کے کھیل پہنچا ہے مگر چیک ہے غائب ہے جس میں نہ لگا اسے مطالبہ نہیں کیا یا سہہ بکثرت میں وصول کر لئے گا۔

ولہذا ای لاجل انه لم یبق فی دفعہ دین ظن ابو حنیفہ ان الکفالة بالغین عن ائمتہ  
المقلین لاصح إذا لم یبق نہ تکمیل من حوالۃ العیقہ لأن الکفالة ہی صمۃ المدۃ بقی الذمۃ،  
فإذا لم یبق للمدۃ معبرۃ فکیف تصمۃ ذمۃ تکمیل انہ، بخلاف ما إذا کان قد حل أو  
تکمیل من حوالۃ العیقہ، فإن ذمۃ کاملہ، لتصح الکفالة مع حنیفہ، وبخلاف ما إذا تشرع  
بمستفاء ذمۃ بستان بدون الکفالة لفقہ مہرہ، وقالوا تصح مکفالة ہی العین المقلین؛  
لأن الصوت لم یخرج مہرۃ لمدین، ولو یؤد نصفاً حل الأخذ من المخرج، ولما بطالب بہ ہی  
الاعتراف، بخلاف الصمد المحجور الذی یقر بالذمۃ، لہ تکمیل عنہ وجہ، لہذا یصح ولین لم  
یکن الصمد مطلقاً بہ قبل العین، لأن ذمۃ فی حلقہ کاملہ ذمیانہ و علقہ، و البطانۃ ثابتہ لہذا  
فی الجملة، و یستوی أن یضرب مولاه أو یتصدہ لیطالب فی الحال، فلما صحت مطالبہ  
صحت الکفالة عنہ، و کسی یؤخذ تکمیل بہ فی الحال و لہ کان الأصل وهو الصمد  
المحجور، عبر مطالبہ بہ فی الحال لوجود المانع فی حقہ، و اقلہ فی حق تکمیل

(ترجمہ و توضیح)۔ ولہذا جب مال بہت سے کہیت کے ذمہ دین پائی ہوگی۔ حضرت امام عظیم رحمہ اللہ  
فرماتے ہیں کہ مقلین میت کے ذمہ کی کمالات، ان میں سے کئی کیوں نہ لیت کے مقلین میں۔ ”مقلین میں اہل کے ساتھ دوسرے  
دوسرے مال کو دینا نہیں بلکہ میت کیلئے مہرہ دینا ہی لازم (کرنا) کے پاس (ال نہیں ہے) و تکمیل دوسری کے ساتھ یہ  
شامل ہو چکا ہے۔ بخلاف اس صورت کہ مانتہ غرق میں کمالات ہو چکی ہوں اس کا مال ہے تو اب چونکہ اس کا دوسرا مال ہو گا۔  
لہذا اس وقت (یعنی سر نہ کے بعد) تکمیل کا کمالات نہ رہتا ہو جائے گا مگر ذمہ کی جانب سے۔ اسے اگر کوئی شخص  
ازدے اور اس میت کے قرضہ کی دوائی غیر کمالات سے نہ تو اب یہ درست ہے اور حضرات صاحبی کے نزدیک کمالات  
میت غرض کی جانب سے درست ہے، اس لیے کہ موت دین سے ہوئی کرے وہی نہیں ہے شریعت کی جانب سے  
(کیونکہ اگر میت اپنے سے ہو جائے کرنی تو حرمہ دینے سے مہرہ گزراں ہو گا مگر لیساطاں ہے جو دین سے اس  
امری کہ موت، لہذا شریعتی نہیں مرنے کا اور دوسری، بل عدہ کی کہی۔ مگر قیاس سے دن اس سے ملے ہو گا اگر وہ  
بدلی ہو چکا ہو آخرت میں ہی سے مطالبہ کیا جائے۔

مستفاد الذمۃ۔ فیہ اس کے بوطاں اگر عہدہ جو کہ دین کا سچا ادا کر دے اور دوسری کے بعد اس کی جانب  
سے کوئی کمالات کر لے تو یہ کمالات درست ہو جائے گی کہ چونکہ سلام کی ذمہ کی سے کل مطالبہ کرے کا مہرہ لکھ کر دینے کا دینا  
و اس کے کہ یہ کمالات کیوں درست ہے؟ جواب دینا ہم اس سے کہ اس نظام کا دینا کے لئے جس مال سے اس کی حاجت و غرض  
کی جو سے پہلی اہل مطالبہ کی اس کے ساتھ عطا ہے اس صورت کو اس کا مال اس کی تصریح کر دے اس کو خود کر دے  
اس وقت اس سے ملے ہو کر نہ جائے گا اور جب اس سے طالب کا جائداد درست ہے تو اس کی جانب سے کمالات سنا چکی درست ہے۔  
ظہر لکل سے دین (جس کا اس نظام سے آخر کر لیا ہے) مطالبہ کی اولیٰ کی کیا جائے گا۔ کہ چاہے اس سے (جو کہ عہدہ جو ہے) ان







دو تین بار اچھا سوئے کیلئے ایک بار کھانا ہے۔ یہاں ہر گھر میں نے داخل ہی جاتی کر دیا ہے کہ اس کے ذریعہ کی طرف سے اس کے  
 قلب کو نشیو دیا جھوٹا ہے۔ جوت جیکر قدم صوری اسید سے یک ہی ہے جو کہ تسمیم کو توں بھی کرنا دیا ہے تسمیم پہلی نہیں  
 کی جاسکتی اگر وہ یہ قیاس کر گیا کہ ہر دوا اس کیلئے طریقہ کار کا ہے۔ ہر دوا اس کا حق کا قیاس کر گیا جس طرح  
 دوا کر کے گیا ہے۔ ہر دوا کو اس کی ہے۔ عسی سبب نکال کر کمال قیاس کا لایا ہر ایک کیلئے حق ہے۔ چنانچہ اس کے  
 بڑے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔ اس کے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔ اس کے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔  
 بھائی کے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔ اس کے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔ اس کے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔  
 اور بھائی کو توڑنے سے اس کے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔ اس کے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔ اس کے بھائی نے اس کی دوا کر کے لایا ہے۔

وعلیٰ علیہ السلام اور حضرت عائشہؓ کے نزدیک قصاص کا ثبوت اہل حق ثابت ہوتا ہے لہذا شیعہ عقائد کے بغیر۔ یعنی ابتداء میں قتل کا بدلہ اس سے عقلی طور پر نہ لیا جاتا ہے۔

اس مختلف کاشیچہ کا نام اخص اذیت یعنی شہادت کہ جب ہوا اور مجلس حاضر اور قضا میں ہر شہادت کا نام گروئی تو اس صورت میں حضرت امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب وہاں کا قاضی ضروری ہو گا ان کی حاضری کے وقت کہ شہادت کا اعادہ کیا جائے۔ اس وجہ سے کسی ایک میں ہر ایک مستقل جیسے رہتا ہے (میں کی قیام میں گروئی) اور جب تک جب فرما دے تا میں اس وقت تک وہ کسی کی حق میں نہ ملے۔ اور وہ قضا میں حاضر ہو کر حلف کرے کہ قیامت کے اعادہ کی صورت نہیں۔ اس وجہ سے کہ ایک اور شہادت بھی ممکن ہو سکتا ہے چنانچہ اگر کسی کی شہادت کی وجہ سے۔ لفظ شہادت کے اعادہ کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ گویا کہ ایک اور شہادت سے صیغہ کی جانب سے (صیغہ کے حق کو) ۲۲۲ نہ دیا اور جب تمام شہادت سے ۲۲۲ ہوا کا تو یہ ایک ضرورت پائی دے گی کہ شہادت کا اعادہ کر جائے کیونکہ ہر ایک مستقل میں اس میں ایک ہی حق سب کی جانب حسب ضرورت میں کہ چنانچہ اصل اور حق حیرات کے۔

والأصل في الحكم بالأمور حتى تقتضي ذنباً منه فته، وتنفذ وصاياه، وبصعب أحد الأمرين خصوصاً عن الميسر، فلا يحتاج إلى إعادة البينة، لأن البينة حلاله عن القصاص، والخوف قد يوافق الأصل في الأحكام كالتيتم لار في الوضوء في اشتراط البينة، ووجب القصاص لعمومين كما في البينة، فينبغي أن تقتضي المرافعة من خروج، وخروج من المرافعة ولكن عليه بطلانه عندنا بطريق الإثبات كما ثبت لهما الصحاح في البينة بطريق الإثبات، وقال مالك لا يثبت خروج والخروج من البينة، لأن وجوب بعد الموت والروحية تقتضي به، ولذا أنه أمر بمرويت أمراد أخيه الضحى من عقل، راجعاً إليهم، وله أي للميت حكم لأحيائه في أحكام الآخرة، لأن التبر لميت كالمعتد لنفسي، فلما يجب له على الغير، أو يجب للغير عليه من العطف، والمطالب، وما تلتزم من لزوم أو عطف بواسطة الطاعت والمعاملة





























وقت تک صبح سے اور اگر بڑا بڑا (پچاس سو) میں ہے کہ جس میں مال نہیں ہو کر نہ طلاق طلاق، مطلق یعنی جس سے  
معاذت ثابت ہو جائے گا اور اس پر بڑی کرنا اہل ہوگا۔ چنانچہ بدوین شریف میں نہ شادی نہ طلاق کی رسم ہے۔ مجلس اسم  
(ترجمہ ص ۷۷) نیز جزیہ میں چھ ماہ میں شہادت سے اور ان کا بڑا بڑا (طلاق) بھی مقید ہے۔ (۱) نکاح (۲) طلاق  
(۳) عین اور بعض روایات میں تین ہی صراحت ہیں۔ (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) عین۔ صورت مسئلہ: انیسویں میں  
معاذت کر لیں کہ طلاق عین سے طلاق کرنا ہے۔ طلاق نکاح کو رد کرنا ہے طلاق عین کو طلاق کرنا ہے تو کوئی کے سامنے  
مالا کہ دھڑکے ہیں نہیں کہ طلاق کرنا دیا اور نہ طلاق کرنا اور نہ کرنا تو ان تمام صورتوں میں طلاق مستطاف ہو جائے گا یہی  
طلاق واضح ہو گیا طلاق مستطاف ہو گیا اور تمام امور ہو چکا

فسرہ سبب صبح سے۔ نکاح ایک شخص، بیکار ہے یا سبب تمام انسانی سے جو معاہدہ کرتا ہے کہ ان کے سامنے طلاق  
و طلاق کو طلاق کرنا ہے مالا کہ اتنے تھوڑے تھوڑے ہیں (کہ طلاق دینا عرض ہے اور نہ رد کرنا) تو بھی طلاق اور طلاق کا اعتقاد  
ہو جائے گا تو یہ نہیں کہ طلاق دینے میں عین سے مراد وہ ہے جس کی تعمیل ہو جائے ہوئی اور اس کی عین سے مراد عین سے  
نہیں ہے بلکہ اس میں وہ اس طرح کے معاہدہ کا کوئی قصور ہی نہیں ہو سکتا۔  
و مجلس صبح سے۔ لہذا اگر طلاق کو صاف کر دیا تو انی لفظ بھی تصدیق صاف ہو جائے گا کہ نہ داری اس طرح کے معاہدے  
اور نہ شادی و عین و غیرہ سبب مقید ہی کے اور بڑی یا بڑی ہے۔

وین کن المال فربہ لیساً کالککاح۔ لان المهر فیہ لیس بمقصود، وإن المقصود  
بعداء التصحیح علی قولنا بأحدین یقول لہا: ہی لکککح بمقصود التصحیح، ویس ویسا  
مکاح، فالقصد لازم والہزنی باطل، سواء تلفق علی البتاء أو الإعراض، أو علم حضور شیء  
مستبعد، أو اعلیٰ فیہ، وإن قولنا فی الظہر بان یزوجہا بالیقین، ویکون المهر فی  
الواقع لفظ، فإن تلفق علی الإعراض فالقصد المان بالافتقار، لأن لہما ولایة الإعراض عن  
الہزنی، وإن التلفق علی البتاء فالقصد القاب بالافتقار، لأن ذکر أحد الاثنین کلن علی سبیل  
الہزنی، والمطل ۶ بحت مع الہزنی، والفرق لایس حقیقۃ بینہ وبين البیع حیث أوجب  
الألین فی البیع، والألف فی النکاح لہ لو لم یجعل الثمن الثمن لکن شرطاً فاسداً، وهو  
یؤثر فی فساد البیع، ولا یؤثر فی فساد النکاح، لانی اصل العقد ولا فی الصداق، وإن  
التلفق علی لہ لم یحضر عدا شیء، أو غلطاً، فانکاح جائز بالغ فی زوجۃ محمد عن لہ  
محمد وقیل بالثمن فی رویۃ ابی یوسف، وجہ الروایۃ القیاس، فی القیاس علی البیع، ووجہ  
الروایۃ الأولى، وهو الاستحسان أن المهر فی النکاح تابع، لا یجوز ترجیح جانب الخصمیۃ  
علی الہزول، لأنه یكون المهر حینئذ مقصوداً بالملکات، وهو خلاف الأصل، بخلاف البیع، لأن  
الثنین مقصود لہ؟ لیکون تصحیحہ لیساً مقصوداً، فی ترجیح جانب الخصمیۃ علی الہزول۔  
(توضیح و تفسیر)۔ نہ دینے اور اگر وہ مال دیا ہے کہ اس میں مال عدا ہے اور اس میں بڑی یا بڑی





















بہا لعل ما اذ عزم من بعد ان اخطر فی حال صحتہ تسدد بہ الکسوف لان العزم امر  
صغیری لا اعتبار فیہ للبعد، لکنہ اخطر فی حال العزم و منکسر قسعر ای الرخصة  
للمی تصقلو بیا احکام السور بعت یصی الخروج بالغب المسبوقہ عن ابی، و لکن کان  
برخص الجمالی حتی یخرج من عزم العزم و لکن لہ یم السور علة بعد، لان السور  
الما یمکون علة ثامة اذا مضی للاثاہ اہم بالمیسر، فکان المیسر قبلہ ان لا یست الرخصة  
بمجردہ، و لکن ثبتہ بلکہ یحلیما للخصصہ فی حق الجميع؛ اذ لو تعلق العزم علی  
تمام الفلہ لم یست الخریجہ علی حق الفکل، فیموت الخریجہ بالمصوب

**(تشریح و تفسیر)** - اور اگر ماں سے روئے و سر توڑی میں روئے کا ٹکڑا کر لیا تو سمجھ

جائے، یہ صحیح حالت اور معصوم، تو اگر مرنے کا یہ وہاں سے پارہ کاٹ کر دیکھ لیں تو اسے تو مت  
بہر اظہار کیا کر کے اسے بچ کر روڑوں کی آیت بری بھی مانی نہ ہو مگر اظہار کیا تو اب غارتوں کی آیت نہ کہہ کر دیا جا  
و پانچواں ملاحظہ: اگر کسی کے یہ خلاف کر دیا گیا حالت میں، مگر اس کا کھانے کا کچھ نہ ہو تو اسے کھانے کا کچھ نہ دیا  
ہوئے کا کچھ نہ کر کے ایک مرتبہ ہی ہے جس میں کچھ نہ ہو، اگر کسی نے اسے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا

و لا حکا، یعنی اگر خدمت کے لئے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا  
میں مشہور ہے کہ اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا  
و ان کے چھوٹے کے بھائی نے اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا  
نصاب سے کہ اس سے قبل خدمت کا تم نہ ہو، چاہے کہ اس میں سرور نہ ہو، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا  
و خدمت اس سے مشہور ہے کہ اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا  
ان کے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا، اگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اسے کچھ نہ دیا

والصالح عظم علی ما قبلہ، وهو فی اللہ حد الصواب، وفي الاصطلاح، و فرغ  
النسب یعنی خلاف ما اورد، وهو عظم صالح مسفوظ حق اللہ معانی، اذا حصی عن الجہاد  
لو انطلق الجہاد فی القوی بعد استغراغ الوسع لا یكون انفا، بل یستحق الامر و حقاہ  
و یصیر شہدا فی ذلح الطوبی حتی لا یقہ اللہ فی، ولا یز حد بعد لو یقہ فی، من وقت  
الیہ خبر امر انہ فظہا اللہ امر انہ فوطیا لا یحد، ولا یصیر انفا کائن الزمان، و ان رأی شیئا  
من سعید، ففہ صیفا، فرمی الیہ و فطہ، و کان انسانا لا یكون آتہ فیم العمل، ولا یجب  
علیہ التماس و لہ یجعل عفو فی حق، یصل حتی و جب علیہ ضمان العفو ان  
انفس مال انسان خطا و وجبت بہ الذمۃ اذا قتل انسانا خطا، لان کلہا من حق فی الجہاد،  
و سئل المحلل، لا یجوزہ لیس و صبح خلافہ، ای طلاق العاطفی کما اذکر و ان یقول  
لا امر انہ اعدی و جری علی لسانہ لب طائی یبع بہ الطلاق عندہ، و عند الشافعی لا یقع



















[illegible]

حلقہ دینے اور اس شخص کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ کسی سال پر قبضہ کرنے کیلئے وہ نگرہ پور چلا گیا اور دوسرے کے ان کو لینے اور  
 وہاں پر ان کو قتل کرنے کا قہر میں وہاں پر قبضہ کر کے وہاں پر قتل کر دیا۔ ان کے قتل کے بعد ان کے گھر کا نام  
 (پور چلا گیا) رکھا گیا اور اس کے بعد ان کے گھر کا نام (پور چلا گیا) رکھا گیا۔

وَلَمْ يَجْعَلْ فِي الْقُلُوبِ غَلِيظَةً ۚ لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ لَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهِ ۖ إِنَّهُمْ مُرْجِعُونَ ۖ

وہاں سے۔ اور اس وجہ سے کہ جسم چاروں اعضاء میں۔ عقل نہیں کران سے حرمت مانتا ہو جائے گی۔ اگر کسی عضو میں عقل ہو (مثلاً سانس) میں خبر کر لیا جائے کہ کدو کا آئل ہو گیا تو وہ شہید ہو جائے گا کیونکہ اس نے اپنی جان کو شہرہ کی طرف سے لے کر ہر گیلے ہڈی تک کر دیا وہاں نے شریعت مطہرہ کو قائم کرنے کی کوشش سے اپنی جان کی قربانی کر دی ہے۔



